امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 64/74

مورخہ ۲۱؍رمضان المبارک ۱۴۴۵ھ مطابق یکم؍اپریل ۲۰۲۴ء روز سوموار

شمارہ نمبر 14

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، یادوں کے چراغ
■ کتابوں کی دنیا، حکایات اہل دل
■ زکوۃ اسلام کا اہم رکن
■ عیدخوشی میں اظہار بندگی
■ عیدالفطر اوراس کا فلسفہ
■ فاروق اعظم کی شخصیت کا راز
■ اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں، ہفتہ رفتہ

بین السطور

آخری عشرہ رمضان کے خصوصی اعمال

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

اللہ رب العزت نے ہمیں رمضان المبارک کے تین عشرے دیے تھے، دو عشرے سے ہم گذر گئے، اللہ کی توفیق سے جتنی عبادت ممکن ہوسکی، کرنے کا اہتمام کیا گیا، رحمتوں کے حصول کے ساتھ مغفرت کی امید بھی جگی، اب تیسرا اور آخری عشرہ شروع ہوگیا ہے، رمضان پورا مہینہ گو رحمتوں اور برکتوں والا ہے، اس کے باوجود پہلے عشرہ کے مقابلہ میں آخری عشرہ کی اہمیت وفضیلت بڑھی ہوئی ہے، اس لیے کہ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ہمیں شب قدر کی تلاش کا حکم دیا گیا ہے اور ایک شب قدر کی عبادت کا ثواب ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے، ذرا سوچیے! اللہ کی نوازش اور عطا کا اگر ہم نے رمضان کی پانچ راتوں میں اللہ کو راضی کرنے کے لیے محنت کرلیا تو سابقہ امتوں کی بڑی عمر اوران کی عبادت سے ہم کس قدر آگے بڑھ جائیں گے، یہ رات ہمیں یقینی مل جائے اس کی لیے ہمیں اللہ کے دربار میں پڑ جانا چاہیے، اسی در پر پڑ جانے کا شرعی نام اعتکاف ہے، جب بندہ بوریا، بستر لے کر اکیس کی رات سے مسجد میں اور عورتیں گھر کے کسی کونے میں جگہ مختص کرکے بیٹھ جاتی ہیں اور شب وروز علائق دنیا اور کاروبار زندگی سے الگ ہٹ کر صرف ذکر اللہ، تلاوت قرآن، نماز، تراویح، تہجد میں وقت صرف ہوتا ہے تو اللہ کی خصوصی رحمت اس بندے کی طرف متوجہ ہوتی ہے، اسے شب قدر بھی یقینی طور پر مل جاتی ہے، جو جہنم سے گلوخلاصی کے لیے بڑی اہمیت کی حامل ہے، اس لیے ہر گاؤں، محلّہ کی مسجدوں میں اعتکاف کی نیت سے بیٹھنے کا اہتمام کرنا چاہیے، وقت ہو اور سہولت میسر ہو تو ان اوقات کا کسی اہل اللہ کی معیت میں گذارنا زیادہ کارآمد اور مفید معلوم ہوتا ہے، تزکیہ نفس اور اصلاح حال کے لیے اہل اللہ کی صحبت کیمیا کا درجہ رکھتی ہے، اس لیے اہل اللہ کے یہاں آخری عشرہ کے اعتکاف میں مریدین، متوسلین اور معتقدین کا بڑا مجمع ہوتا ہے اور وہ ان کی تربیت کے فرائض انجام دیتے ہیں۔

جو لوگ اعتکاف میں نہیں بیٹھتے ہیں، ان کے یہاں اس سلسلہ میں کافی کوتاہی پائی، اس رات کی عبادت کی طرف توجہ نہیں ہوا کرتی اور اگر ہوتی بھی ہے تو بڑی تعداد ان لوگوں کی ہوتی ہے جو رت جگّہ میں اسے گذار دیتے ہیں، مسجد میں بیٹھ کر دنیا جہاں کی گپ میں لگے ہوتے ہیں، ایک تو رمضان کی رات دوسری شب قدر اور تیسرے اللہ کا گھر، ظاہر ہے یہ رت جگے اللہ رسول کے حکم وہدایت کے مطابق نہیں ہیں، اس لیے مسجد میں گپ بازی سے ثواب کے بجائے الٹے وبال کا امکان ہے، اس لیے اس طرح کی حرکتوں سے گریز کرنا چاہیے، جس قدر شرح صدر کے ساتھ عبادت ہوسکے، کرے، لوگوں کو دکھانے کے لیے رات بھر جاگنا اور لہو ولعب میں مبتلا رہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، اس لیے اس سے اجتناب ضروری ہے۔

بعض حضرات اکیس (۲۱)، تئیس (۲۳)، پچیس (۲۵) اور انتیس (۲۹) تاریخ میں شب قدر کی تلاش کا اہتمام نہیں کرتے ہیں، وہ صرف ستائیس کی رات کو ہی شب قدر مانتے ہیں اور اس رات میں زیادہ اہتمام کرتے ہیں، یہ طریقہ اس لیے صحیح نہیں ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں شب قدر کی تلاش کا حکم دیا ہے، نہ کہ صرف ستائیس کو، ان میں سے بعضے منطقی گفتگو کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے سورۃ القدر میں تین بار لیلۃ القدر کا ذکر کیا ہے اور ایک لیلۃ القدر میں نو حروف ہیں، اس طرح تینوں لیلۃ القدر کے حروف کے اعداد ستائیس ہوتے ہیں، اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ شب قدر ستائیس کی رات کو ہے، لیکن چوں کہ یہ منطق احادیث کے خلاف ہے اس لیے اس کی حیثیت ذہنی ورزش سے زیادہ کچھ نہیں، بعض احادیث میں بھی ستائیس کا ذکر آیا ہے؛ لیکن محدثین نے طاق راتوں میں تلاش کرنے کی روایت کو درست قرار دیا ہے، بعض بزرگوں نے بھی ذکر کیا ہے کہ انہوں نے ستائیس کی شب کو شب قدر پایا، یہ ان کا مکاشفہ ہوسکتا ہے؛ لیکن ہم تو پابند اسی کے ہیں جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بعض لوگ اعتکاف میں بیٹھ کر بھی اللہ کی عبادت سے زیادہ دنیا کی فکر میں لگے رہتے ہیں، دوسرے معتکفین کے ساتھ غیر ضروری گفتگو میں زیادہ وقت گذار دیتے ہیں، یہ طرز عمل بھی غیر مناسب ہے، اس سے احتیاط برتنا چاہیے۔

تراویح کی نماز اس عشرے میں بھی پہلے دو عشرے کی طرح ہوتی ہے؛ لیکن ہمارے یہاں ہندوستان میں تین روز، دس روز، پندرہ روز میں عموماً تراویح میں قرآن کریم سن لیا جاتا ہے اور حفاظ سنا لیا کرتے ہیں اور یہ کہا جاتا ہے کہ ہماری تراویح ختم ہوگئی، یہ ایک غلط تعبیر ہے جو ہمارے یہاں رائج ہے، تراویح کی نماز چاند دیکھ کر شروع کرنا اور چاند دیکھ کر بند کرنا ہے، تراویح میں پورا قرآن سن لینا ایک کام ہے اور پورے مہینے میں تراویح کی نماز پڑھنا دوسرا کام، اس کی وجہ سے جو لوگ تراویح میں ایک قرآن سن لیتے ہیں چاہے وہ جتنے دن میں ہو تراویح پڑھنے میں سستی کرنے لگتے ہیں اور سورہ تراویح پڑھنے کو زائد عمل سمجھتے ہیں، یہ سوچ غیر شرعی ہے، تراویح کی نماز کا اہتمام پورے مہینہ کرنا چاہیے اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی کو راہ نہیں دینی چاہیے! موقع نہ ہو تو تنہا ہی پڑھ لے؛ لیکن پڑھے، تراویح کی نماز سے محرومی بدبختی کی بات ہے۔

کئی لوگ کسی خفگی، امام سے رنجش، مقتدیوں سے چپقلش کی وجہ سے مسجد حاضر نہیں ہوتے اور اپنے دروازہ پر ہی تنہا نماز پڑھ لیتے ہیں، یہ عام دنوں میں بھی غلط ہے، خصوصاً رمضان المبارک جیسے مہینے میں مسجد میں حاضری سے محرومی بہت افسوس کی بات ہے، ایسے لوگوں کو اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہیے کہ جب سارے لوگ مسجد کا رخ کرتے ہیں، اللہ نے کس بدعملی یا بے عملی کی وجہ سے رمضان المبارک میں اپنے گھر سے اسے دور کر رکھا ہے۔

رمضان کے اخیر عشرہ میں ہی عموماً عیدگاہ جانے سے پہلے تک صدقہ فطر مسلمان نکالتے ہیں، یہ بھی رمضان المبارک کی خاص عبادت ہے، اس سے غریبوں کے لیے نان نفقہ کا انتظام ہوجاتا ہے، اس رقم کا استعمال اپنے غریب رشتہ داروں، پاس پڑوس کے محتاجان اور ضرورت مندوں کے لیے کرنا چاہیے، کیوں کہ یہ لوگ اس رقم کے زیادہ مستحق ہیں، آپ کے تعاون سے ان کی عید بھی اچھی گذر جائے گی اور اللہ کی میزبانی کا یہ لوگ بھی فائدہ اٹھا سکیں گے، فقہاء کی ایک تعبیر انفع للفقراء کی بھی ہے، یعنی وہ چیز جس سے فقراء کو زیادہ فائدہ پہونچے، صدقۃ الفطر عام طور پر نصف صاع گیہوں یا اس کی قیمت جو مقامی ہوتی ہے کے حساب سے نکالا جاتا ہے، یہ رقم کم از کم پچاس روپے بنتی ہے؛ لیکن اگر کھجور، کشمش وغیرہ سے فطرہ نکالیں گے تو ان اجناس کے گراں ہونے کی وجہ سے قیمت بڑھ جائے گی اور ان کی مقدار بھی ایک صاع ہے، اس لیے ہر اعتبار سے یہ فقراء کے لیے زیادہ نفع بخش ہے، اس لیے جو لوگ استطاعت رکھتے ہوں وہ دوسری اجناس سے بھی فطرہ نکالیں تو بہتر ہوگا، یہ ایک مشورہ ہے، ہم کسی پر لازم نہیں کرسکتے کہ وہ فلاں چیز سے ہی فطرہ نکالے، جب شریعت نے اختیار دیا ہے تو ہمیں کیا حق پہونچتا ہے کہ کسی ایک چیز کو خاص کرلیں۔

اس عشرہ کا اختتام عیدالفطر کے چاند دیکھنے پر ہوتا ہے، عید کا چاند دیکھنے کے بعد رمضان کے رخصت ہونے کی حسرت عید کی خوشی پر غالب آجاتی ہے، اور ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ جس طرح شیطان قید وبند سے آزاد ہوا، اسی طرح ہم بھی آزاد ہوگئے، پٹاخے پھوڑے جاتے ہیں اور اس رات کو قسم قسم کے خرافات سے آلودہ کیا جاتا ہے، نوجوانوں کے لیے یہ رات بھی رت جگّے کی ہوجاتی ہے، حالانکہ حدیث میں اس رات کا نام لیلۃ الجائزہ، انعام والی رات ہے، مہینے بھر جو عبادت کی گئی اس کا انعام اب ملنے والا ہے، ابھی انعام ملا نہیں کہ تماشے شروع ہوگئے، اچھے اچھے لوگوں کو دیکھا کہ وہ عید کی صبح فجر کی نماز سے غائب تھے، حالانکہ فجر کی نماز تو فرض ہے، پہلے ہی دن رمضان کا اثر ختم ہوگیا، حالانکہ رمضان تربیت کا مہینہ تھا اور اس ایک ماہ کی تربیت کا اثر گیارہ ماہ تک باقی رہنا تھا، زندگی اور اعمال میں تبدیلی آنی تھی، لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا، اس کا مطلب ہے کہ ہمارے روزے اور عبادتیں اس پائے کی نہیں ہو پائیں جو شریعت کو مطلوب ہے اور جس کے نتیجے میں تقویٰ کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، ذرا سوچیے! اور اپنا محاسبہ کیجئے! شاید اس محاسبہ کے بعد ہم اپنے اندر تبدیلی پیدا کرسکیں۔

اچھی باتیں

"باتوں کو بھلانے کی عادت ڈال لیجیے، ہر بات یاد رکھنے سے دماغی سکون غارت ہوجاتا ہے ☆ بعض موقعوں سے لاپرواہ بن جانا بھی ضروری ہے، کیوں کہ جس طرح ہر بات کہنے کی نہیں ہوتی اسی طرح ہر بات سننے کی بھی نہیں ہوتی ☆ اگر ہمارا اخلاق صرف من پسند لوگوں کے لیے اچھا ہے تو ہم صرف موقع پرست ہیں، خوش اخلاق نہیں ☆ ہم ادھورے لوگ ہیں نہ نیند پوری ہوتی ہے، نہ خواب ☆ پرانی تصویروں میں شکل بھلے ہی اچھی نہ ہو پر وہ دن بہت اچھے تھے ☆ صاحب کردار وہ ہے جو کسی کے کردار پر باتیں نہ کریں ☆ دوسروں کو سمجھانا مشکل ہوجائے تو خود کو سمجھا لینا بہتر ہوتا ہے۔" (حاصل مطالعہ)۔

بلا تبصرہ

"اسرائیل اور حماس کی جنگ انتہائی غیر متوازن جنگ ہے، پوری دنیا میں ایسی جنگ کہیں دیکھنے کو نہیں ملے گی، جہاں مظلوم فریق نہتا اور کمزور ہو اور ظالم فریق ایک طاقت ور جابر حکومت ہو، اگر اسرائیل کی یہ جنگ محض حماس کے عسکری محاذ کے خلاف ہوتی اور اس میں غزہ کے عام شہری نشانہ نہ بنائے جاتے تو صورت حال کسی حد تک قابل قبول اور قابل فہم ہوتی، لیکن یہاں بتیس ہزار سے زائد شہری شہید، ستر ہزار سے زائد زخمی اور بیس لاکھ سے زیادہ لوگ اجڑ گئے ہیں، اس کے برخلاف اسرائیل کی جابر فورسز ابھی تک ایک بھی قابل ذکر حماس لیڈر تک نہیں پہونچ سکی ہے۔" (وددو ساجد: انقلاب)

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں ——رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

خیر و برکت والی رات

’’بے شک ہم نے قرآن پاک کو شب قدر میں اتارا ہے اور آپ کو کچھ معلوم ہے کہ شب قدر کیسی چیز ہے، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس رات میں فرشتے اور روح القدس اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر خیر لے کر زمین کی طرف اترتے ہیں اور وہ شب سراپا سلام ہے‘‘ (سورۃ القدر)

مطلب: شب قدر خیر و برکت، عظمت و شرف والی رات ہے، اس رات میں عمل خیر ہزار مہینوں کے عمل خیر سے افضل ہے، جس نے برائیوں سے پرہیز کرتے ہوئے اس رات اخلاص وللّٰہیت اور نیک نیتی کے ساتھ عبادت کی تو اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے گناہ کو معاف فرما دیتے ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ شب قدر میں حضرت جبرئیلؑ فرشتوں کے ایک گروہ میں آتے ہیں اور جس شخص کو قیام وقعود اور ذکر میں مشغول دیکھتے ہیں تو اس کے لئے دعاء رحمت کرتے ہیں، اس رات کی سب سے بڑی فضیلت تو وہی ہے جو اس سورہ میں نازل ہوئی کہ ایک رات کی عبادت ایک ہزار مہینوں یعنی ۸۳/سال سے زائد کی عبادت سے بھی بہتر ہے، اس رات کے تعلق سے علماء کے مختلف اقوال ہیں، لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ رات رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں کے درمیان منتقل ہوتی رہی ہے، کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری دس دنوں کی طاق راتوں میں تلاش کرو، جس کی حکمت و مصلحت یہ ہے کہ آخری عشرہ کے طاق راتوں میں آدمی ذکر و دعا بکثرت کرے اور لیلۃ القدر کے برکات سے فیض حاصل کرنے کے لئے خدا کی عبادت میں اس قدر محو ہو جائے کہ کوئی دوسرا اس کے بیچ میں حائل نہ ہو، اس لئے آپ بھی رمضان کی ۲۱/ویں، ۲۳/ویں، ۲۵/ویں، ۲۷/ویں اور ۲۹/ویں کی شب میں توبہ واستغفار اور دعا و مناجات میں مشغول رہیں، اگر تمام رات جاگنے کی طاقت نہ ہو تو جس قدر ہو سکے جاگئے، عشاء اور صبح کی نماز جماعت سے ادا کرنے کی کوشش کیجئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرلی تو آدھی رات کے قیام کا ثواب پالیا اور جس نے صبح کی نماز بھی جماعت سے ادا کرلی تو پوری رات عبادت کرنے کا ثواب حاصل کرلیا، اسلئے اس رات میں کثرت سے ’’اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ‘‘ (یا اللہ آپ بہت معاف کرنے والے ہیں اور معافی کو پسند کرتے ہیں، میری خطائیں معاف فرما دیجئے) کا ورد کرتے رہئے، یقین مانئے کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعا و مناجات کو قبول کر کے سعادت دارین عطا کریں گے، کیونکہ پورا قرآن لوح محفوظ سے اسی رات میں اتارا گیا، پھر جبرئیل امین اس کو تدریجاً ۲۳/سال کے عرصہ میں حسب ہدایت تھوڑا تھوڑا لاتے رہے، ان شاء اللہ نزول قرآن کی برکت اور ہماری توبہ و عبادت سے زندگی ترقی و خوشحالی سے ہمکنار ہوگی، دعاء ہے کہ رب کریم پوری امت مسلمہ کو شب قدر کی قدر کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیجئے

’’حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ آتا تھا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا تہبند مضبوط باندھ لیتے تھے اور رات بھر عبادت کرتے تھے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے تھے‘‘ (مسلم شریف)

وضاحت: یاد رکھئے کہ رمضان المبارک کا ہر لمحہ اور اس کی ہر گھڑی بے انتہا خیر و برکت کا ذریعہ ہے، ہمہ دم اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں، لیکن اس کا آخری عشرہ اس حیثیت بابرکت ہے کہ اسی عشرہ کی طاق راتوں میں وہ بابرکت رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے اور اسی عشرہ میں اعتکاف بھی ہے جہاں مومن بندہ اپنے دل کو اللہ کے ساتھ وابستہ کر لیتا ہے، علامہ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ اعتکاف کی روح دل کا اللہ کی طرف متوجہ ہو جانا اور مخلوقات سے الگ ہو کر صرف ایک خدا کی یاد میں مشغول و منہمک ہو جانا، اسی کی سوچ وفکر یہی تذکرے، اسی کی بات چیت یہاں تک کہ انسان کے دل و دماغ پر خدا ہی کا تصور چھا جائے اور اسی کی یاد میں سما جائے اور بجائے مخلوق کے خالق ہی سے دل لگنے لگے (زاد المعاد، جلد اول) اسی لئے جب ماہ رمضان کے آخری دس دن شروع ہو جاتے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کمر کس لیتے تھے اور رات رات بھر عبادت میں مصروف رہتے، گھر کے لوگوں اور خویش واقارب کو بھی جگاتے تھے تاکہ اللہ کی یاد سے اپنے دلوں کو منور کریں، عبادت، ذکر و تلاوت اور اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے مسجد کے کسی گوشہ تنہائی میں بیٹھ جاتے اور خوب عبادت و ریاضت فرماتے، مسلم شریف کی ایک روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا، پھر دوسرے عشرہ کا اعتکاف چھوٹے خیمہ میں کیا اس اعتکاف کے دوران سر مبارک خیمہ سے نکال کر فرمایا میں نے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا تو میں لیلۃ القدر تلاش کرتا رہا، پھر میں نے دوسرے عشرہ کا اعتکاف کیا تو مجھ سے ایک فرشتہ نے آکر کہا کہ لیلۃ القدر تو رمضان کے آخری عشرہ میں ہے، اب جو میری سنت کی اتباع میں اعتکاف کا ارادہ رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ آخری عشرہ میں اعتکاف کرے، اس سے معلوم ہوا کہ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت موکدہ کفایہ ہے، اس کے علاوہ پہلے عشرہ اور دوسرے عشرہ کا اعتکاف مستحب ہے، اس لئے مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ جس مسجد میں پانچوں وقت باجماعت نماز ہوتی ہے وہاں اعتکاف کریں، لیکن دیکھا یہ جا رہا ہے کہ رمضان میں جماعت کی نمازوں اور تراویح وغیرہ کا تو ماشاء اللہ کچھ اہتمام ہو جاتا ہے، لیکن سنت اعتکاف کی ادائیگی کی طرف رجحان کم دکھائی دیتا ہے جو کہ کسی طرح مناسب نہیں ہے، اعتکاف کا اہتمام کرنا چاہئے، اس سے دنیا میں بھی ترقی ملے گی اور آخرت میں درجات علیا نصیب ہوں گے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

جمعۃ الوداع کی شرعی حیثیت

س: رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو جمعۃ الوداع یا الوداعی جمعہ کہا جاتا ہے، اس جمعہ کا عوام دوسرے جمعہ کی بہ نسبت کچھ زیادہ ہی اہتمام کرتے ہیں، نئے نئے کپڑے پہنتے ہیں اور اس کے لئے خاص تیاری کرتے ہیں، بعض مسجدوں میں مخصوص خطبہ ہوتا ہے جو الوداع والفراق یا شہر رمضان اور حسرت وافسوس کے کلمات پر مشتمل ہوتا ہے، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج: رمضان المبارک کے آخری جمعہ کی حیثیت بھی وہی ہے جو دوسرے جمعہ کی ہے یعنی غسل کرنا، خوشبو لگانا، سورہ کہف کی تلاوت کرنا، مسجد میں جلد حاضر ہونا درود شریف کی کثرت کرنا وغیرہ اس کو بطور جمعۃ الوداع منانا اس کے لئے خاص تیاری کرنا، نئے کپڑے سلوانا اور مذکورہ خطبہ پڑھنا کتاب وسنت، حضرات صحابہ کرام تابعین و تبع تابعین سے ثابت نہیں ہے، فقہانے اسے مکروہ و بدعت قرار دیا ہے، لہذا اس سے پرہیز کیا جائے، ویسے رمضان کے آخری عشرہ کا ہر دن اس حیثیت سے زیادہ قابل توجہ ہے کہ اس عشرہ میں عبادت، ذکر واذکار اور تلاوت قرآن کا اہتمام کیا جائے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا معمول ان دنوں میں دوسرے دنوں کی بہ نسبت بڑھ جایا کرتا تھا: ’’قالت عائشة رضی الله عنها کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یجتهد فی العشر الاواخر مالایجتهد فی غیره‘‘ (صحیح مسلم: ۲۷۸۸م باب الاجتهاد فی العشر الاواخر من رمضان)

نماز جمعہ وعیدین کی تکرار جماعت

س: بہت سارے شہروں میں خاص کر مارکیٹ کی مسجدوں میں جمعہ وعیدین میں نمازیوں کی تعداد اتنی بڑھ جاتی ہے کہ مسجدیں تنگ پڑ جاتی ہیں، لوگ سڑکوں اور عام گزرگاہوں پر صفیں لگا کر نماز پڑھتے ہیں جس کی وجہ سے ٹریفک جام ہو جاتا ہے، لوگوں کو غیر معمولی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے، بعض جگہوں پر غیر مسلموں کی جانب سے تشدد اور ناخوشگوار واقعات بھی پیش آجاتے ہیں، بعض جگہوں پر تو حکومت نے سڑکوں پر نماز پڑھنے سے روک لگا دی ہے، ایسی صورت میں مسجدوں میں تکرار جماعت کی گنجائش ہے یا نہیں؟

ج: عام حالات میں بلا عذر شدید ایک مسجد اور ایک عیدگاہ میں تکرار جماعت مکروہ ہے، لیکن اگر معقول عذر ہو، شدید بارش ہو رہی ہو، سڑکوں پر نماز پڑھنے میں لوگوں کو غیر معمولی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہو، فتنہ وفساد اور اختلاف وانتشار کا اندیشہ ہو اور مسجد کے علاوہ کوئی ایسی جگہ نہ ہو جہاں جماعت کی جا سکے تو ایسی صورت میں ایسی جگہوں پر مسجد میں تکرار جماعت کی گنجائش ہے کیوں کہ تکرار جماعت کی کراہت کی اصل علت تقلیل جماعت (پہلی جماعت میں افراد کا کم ہونا) ہے اور یہاں یہ علت نہیں پائی جا رہی ہے: ’’ولان التکرار یودی الی تقلیل الجماعة، لان الناس اذا علموا انهم تفوتهم الجماعة فیتعجلون فتکثر الجماعة، واذا علموا انها لاتفوتهم یتاخرون فتقل الجماعة وتقلیل الجماعة مکروه بخلاف المساجد التی علی فوارع الطرق لانها لیست لها اهل معروفون، فاداء الجماعة فیها مرة بعد اخری لایودی الی تقلیل الجماعة‘‘ (بدائع الصنائع: ۱/۳۸۰)

نیز امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے ہیئت بدل کر تکرار جماعت کی اجازت دی ہے: ’’وعن ابی یوسف: اذا لم تکن علی الهیئة الاولیٰ لاتکره والاتکره وهو الصحیح وبالعدول عن المحراب تختلف الهیئة کذا فی البزازیة وفی التاتارخانیة عن الولوالجیة وبه ناخذ‘‘ (رد المحتار: ۲/۶۴) دوسری طرف، راستہ پر نماز پڑھنے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے: عن ابن عمر ان النبی صلی الله علیه وسلم نهی أن یصلی فی سبعة من اطن، فی المزبلة والمجزرة والمقبرة وقارعة الطریق وفی الحمام ومعاطن الابل وفوق ظهر بیت الله‘‘ (سنن الترمذی: ۱/۸۱، باب ماجاء فی کراهیة مایصلی البدو فیه)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات جگہوں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے (۱) کوڑا کرکٹ ڈالنے کی جگہ (۲) مذبح میں (جہاں جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہو (۳) قبرستان میں (۴) مصروف راستہ میں (۴) حمام میں (۶) اونٹوں کے باڑے میں (۷) بیت اللہ کی چھت پر۔ ویسے بھی عام راستہ عوامی ملکیت کی چیز ہے جس سے سبھوں کو گزرنے کا حق ہے، راستہ کو محبوس کر دینا جس سے گزرنے والے کو تکلیف ہو خواہ نماز پڑھنے کے ذریعہ ہو یا کسی اور طریقہ سے شرعاً صحیح نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ سے تکلیف دہ چیزوں کو دور کرنے کا حکم دیا اور اسے صدقہ قرار دیا ہے: ’’اماطة الاذی عن الطریق صدقة‘‘ (ابو داؤد: ۵۲۴۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ پر بیٹھنے سے منع فرمایا: ’’ایاکم والجلوس عن الطرقات‘‘ (صحیح البخاری: ۲۴۶۵)

ایک غزوہ کے موقع پر جب حضرات صحابہ کرام نے ایک جگہ قیام کیا اور راستہ مسدود کر دیتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی کے ذریعہ اعلان کروایا کہ جس نے پڑاؤ کی جگہیں تنگ کر دیں یا راستہ مسدود کر دیا تو اس کا جہاد مقبول ومعتبر نہیں: ’’عن سهل بن معاذ بن انس الجهنی عن أبیه قال غزوت مع نبی الله صلی الله علیه وسلم غزوة کذا وکذا، فضیق الناس المنازل وقطعوا الطریق، فبعث نبی الله صلی الله علیه وسلم منادیا ینادی فی الناس أن من ضیق منزلا او قطع طریقا فلاجهاد له‘‘ (سنن ابی داؤد، ۲۶۲۹، باب مایومر من انضمام العسکر وسعته) حضرات فقہاء کرام نے راستہ پر نماز جنازہ ادا کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے: ’’وتکره ایضا فی الشوارع‘‘ (رد المحتار: ۳/۱۲۶)

لہٰذا! صورت مسئلہ میں مسلمانوں پر ضروری ہے کہ ان جگہوں خاص کر مارکیٹ، اسٹیشن، بس اسٹینڈ اور ایرپورٹ سے قریب مسجدوں میں ہیئت بدل کر دوسری جماعت کا نظم کریں، اختلاف وانتشار اور فتنہ وفساد سے بچیں، مصروف سڑکوں، عام راستوں اور گزرگاہوں پر نماز ادا کرنے سے پرہیز کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف، پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 64/74 شمارہ نمبر ۱۴ مورخہ ۲۱ ر رمضان المبارک ۱۴۴۵ھ مطابق یکم اپریل ۲۰۲۴ء روز سوموار

تقسیم زکوٰۃ - چند گذارشات

زکوٰۃ مالداروں پر فرض ہے اور اسلام میں مالداری کا تصور حوائج اصلیہ کے علاوہ ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اس کی قیمت سے زیادہ مال کا ملکیت میں ہونا ہے، وجوب زکوٰۃ کے لیے اس زائد مال پر سال بھی گذرنا چاہیے، یہ سال تمام مسلمانوں کے مال پر ایک ساتھ تو گذر نہیں سکتا، اس لیے زکوٰۃ کے لیے سب کا مالی سال الگ الگ ہوتا ہے، یہ الگ سی بات ہے کہ بیش تر لوگ وجوب زکوٰۃ کے باوجود ادائیگی میں تاخیر کرتے ہیں اور رمضان المبارک کو اپنا مالی سال ادائیگی زکوٰۃ کے لیے سمجھتے ہیں، اس موقع سے کثرت سے زکوٰۃ کی تقسیم ہوتی ہے۔

زکوٰۃ کن لوگوں کو دینی ہے اس کے مدات قرآن کریم میں مذکور ہیں، فقراء، مساکین، زکوٰۃ جمع کرنے والے عاملوں اور اس سے متعلق کام کرنے والے، تالیف قلب، غلام کو آزاد کرانے، قرض کی ادائیگی، اللہ کے راستے میں جہاد کرنے اور مسافروں کے ساتھ ناگہانی حادثات کے موقع سے زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے۔

یہ مدات اللہ کی جانب سے مقرر ہیں، اس لیے کسی بھی حال میں کسی کے بھی ذریعہ اس کا سقوط اور من مانے طور پر استعمال غیر شرعی اور موجب عذاب ہے، اس بات کو خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے، یہ تو ہوسکتا ہے کہ بعض مدات پر خرچ کی ضرورت نہ باقی رہے تو اس مد میں ادائیگی نہ کی جائے، جیسا کہ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے عہد میں مؤلفۃ القلوب پر خرچ کرنا موقوف کردیا تھا، کیوں کہ ضرورت باقی نہیں رہ گئی تھی، اللہ رب العزت نے اسلام کو سربلندی عطا کردی تھی۔

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارے مصارف وہ ہیں جن میں مسلمانوں کی شخصی ضروریات، اجتماعی حفاظت اور حقیقی یا امکانی شرور وفتن کے دفاع کو ملحوظ رکھا گیا ہے، حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے فقر اور سفر کو تمام مدات کا خلاصہ بتایا ہے، بعض مدات میں ان دنوں بغیر کسی دلیل کے تیزی سے لوگ توسع کیے جارہے ہیں، سارے لوگوں کی نگاہ زکوٰۃ پر ہے کتابیں بھی اس سے چھپوائی جارہی ہیں، چلت پھرت کا کام بھی اسی مد سے کرایا جارہا ہے، ایک بڑی رقم زکوٰۃ کی غرباء کو خود کفیل بنانے اور امپاورمنٹ کے نام پر صرف کی جارہی ہے، بعضوں کی تجویز تو یہ بھی ہے کہ زکوٰۃ کی رقم جمع کرکے کارخانہ کھول دو اور غیر مستطیع کو ملازمت سے لگادو، وہ سب خود کفیل ہوجائیں گے، یہ غیر اسلامی تصور تیزی سے مسلمانوں میں پروان چڑھ رہا ہے، اتنا سرمایہ انفرادی طور پر جمع کرنا آسان کام نہیں، اس لیے اجتماعی نظام زکوٰۃ کی اہمیت پر سمینار، سمپوزیم کرکے ماحول کو سازگار کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، یہاں بھی پریشانی یہ ہے کہ اجتماعی نظام زکوٰۃ کے قیام کے نام پر چند افراد مل کر ایک تنظیم بنالیتے ہیں اور کام شروع کردیتے ہیں، حالاں کہ اجتماعی نظام بغیر امیر کی اجازت کے قائم نہیں ہوسکتا، ہندوستان میں امارت شرعیہ مختلف صوبوں میں قائم ہے، وہاں کے امیر کی اجازت سے اجتماعی نظام قائم ہوسکتا ہے، چونکہ مسلمانوں میں مسلکی اور تنظیمی بنیادوں پر بھی جماعت جمعیت اور امارت قائم ہے، اس لیے جو جس جماعت سے متعلق ہے کم سے کم اس جماعت کے امیر کی اجازت تو لے لے، بیت المال کا قیام یقیناً شرعی ضرورت ہے، لیکن اس کے قیام کے لیے بھی کچھ شرائط ہیں، ان کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے، ورنہ ہم ایک شرعی کام غیر شرعی انداز میں کرنے کے مرتکب ہوں گے۔

امارت شرعیہ نے ہر دور میں زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کے تقاضوں کو ملحوظ رکھا ہے، اسی لیے مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ، بانی امارت شرعیہ نے مستحقین تک بیت المال کے ذریعہ زکوٰۃ کی رقم پہونچانے کا تین طریقہ اختیار کیا تھا، ایک یہ کہ امارت شرعیہ کے نقباء اور تنظیم کے ذمہ داران زکوٰۃ وصول کرکے اسی علاقہ کے غرباء پر تقسیم کرکے حساب بیت المال میں داخل کیا کریں، یہ دراصل مالداروں سے لے کر اسی علاقہ پر خرچ کرنے کے اصول پر مشتمل ہے، تؤخذ من اغنیاء ھم وترد علی فقراء ھم کی عملی شکل۔

دوسرا طریقہ یہ اختیار کیا تھا کہ زکوٰۃ کی رقم وصول کر بیت المال کو بھیج دی جائے اور ساتھ میں ضرورت مندوں کی ایک فہرست بھی مرکزی دفتر کو دی جائے تاکہ وہاں کی رقم سے ہی غرباء کی مدد اس فہرست کے مطابق کی جائے۔

تیسرا طریقہ مدارس اسلامیہ کے لیے زکوٰۃ کی وصولی کا تھا، یہ بھی ضروری کام تھا، اس لیے امارت شرعیہ سے مدارس اسلامیہ کو تصدیق نامہ جاری کیے جاتے ہیں، جو اصلاً زکوٰۃ وصولی کی اجازت ہے، یہ کام بھی حضرت امیر شریعت کے حکم سے ہوتا ہے، اس لیے یہ بھی اجتماعی طور پر زکوٰۃ کے استعمال کی ایک شکل ہے۔

اس موقع سے مدارس کے سفراء بڑی تعداد میں زکوٰۃ کی وصولی کے لیے نکلتے ہیں، اس کام کے لیے ان کے پاس مختلف تنظیموں کے تصدیق نامے ہوتے ہیں، یہ ان طلبہ کے لیے زکوٰۃ کی رقم اکھٹی کرتے ہیں جو ان کے یہاں تعلیم حاصل کرتے ہیں اور غیر مستطیع ہوتے ہیں، اصلاً یہ مہتمم، ناظم صاحبان کے واسطے سے طلبہ کے وکیل ہوتے ہیں، ان کو دینے سے زکوٰۃ کی ادائیگی کا ثواب بھی ملتا ہے، اور اشاعت دین کا بھی۔

آج کل بہت سارے مدارس رسید پر ہی ہوتے ہیں، زکوٰۃ کی رقم دیتے وقت اس کی تحقیق کرلینی چاہیے، اس تحقیق کی تکمیل قابل ذکر اداروں کے ذریعہ دیے گیے تصدیق ناموں سے بھی ہوجاتی ہے، امراء کے یہاں ایک رواج یہ بھی چل پڑا ہے کہ وہ سابقہ ریکارڈ دیکھ کر رقم کی ادائیگی کرتے ہیں، اور اس طرح وہ بار بار کی تحقیق سے بچ جاتے ہیں، جن مدارس کے پاس پہلے کا رکارڈ نہیں ہوتا، انہیں یہ کہہ کر واپس کردیتے ہیں کہ ”ہم نئے مدرسے کو نہیں دیتے“، یہ اچھی بات نہیں ہے، ہوسکتا ہے وہ مدرسہ بہت معیاری ہو، کمی صرف یہ ہے کہ آپ کے پاس پہلے نہیں پہونچ پایا تھا، آپ کو تحقیق کا تو حق ہے، دینے کی گنجائش نہیں ہے تو معذرت اور معافی بھی ایک شکل ہے، لیکن یہ جملہ ٹھیک نہیں ہے کہ ہم ”نئے کو نہیں دیتے“ اس لیے کہ اس جملہ کے بدلہ میں اگر اللہ نے آپ کو کچھ نئے دینے کا سلسلہ روک دیا تو آپ کی ساری امیری کچھ ہی دن میں غریبی میں بدل جائے گی۔

محصلین کے ساتھ امراء کا رویہ عموماً ہتک آمیز رہتا ہے، اس سے بھی اجتناب ضروری ہے، اکرام مسلم شرعی چیز ہے اور مسلمان بھی ایسا جو عالم حافظ قاری ہو اور اپنے لیے نہیں، دینی تعلیم کے فروغ اور مہمانان رسول کی خدمت کے لیے اس کام کے لیے آپ تک پہونچا ہو، ایسوں کی توہین اللہ رب العزت کی ناراضگی کا سبب بن جائے تو کچھ بعید نہیں۔

یقیناً محصلین بھی الگ الگ نوعیت کے ہوتے ہیں، سب متقی، پرہیز گار اور شریعت کے پابند اس قدر نہیں ہوتے جیسا ہونا چاہیے، بعضے تو رکارڈ کو ادھر اُدھر کرنے اور جھوٹ بولنے سے بھی پرہیز نہیں کرتے، ایسے لوگوں کو اپنے اندر تبدیلی لانی چاہیے، محصلین میں ایک بات قدر مشترک ہونی چاہیے کہ وہ اس کام کو عزت نفس کے ساتھ کریں، گڑگڑانا، کاسہ لیسی کرنا، خوشامد کرنا یہ علماء کے شایان شان نہیں ہے، ان کو ”جو دے اس کا بھی بھلا اور نہ دے اس کا بھی بھلا“ کے فارمولے پر عمل کرنا چاہیے، اس سے کام میں برکت بھی ہوتی ہے اور عالمانہ کردار اور داعیانہ وقار بھی محفوظ رہتا ہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی کرتے وقت اپنے اعزا واقرباء اور اپنے قرب وجوار کے غرباء ومساکین کا بھی خیال رکھیں، پیشہ وارانہ لوگوں کی بات میں نہیں کرتا، ایسے لوگ جو روزی حاصل نہیں کرپارہے ہیں اور ہاتھ پھیلانے کی ذلت سے بچنا بھی چاہتے ہیں، ان کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ انجان لوگ انہیں مالدار سمجھتے ہیں، حالاں کہ وہ غریب ہوتے ہیں، لپٹ کر مانگنا ان کا شیوہ نہیں ہوتا، ایسے لوگ ہماری توجہ کے زیادہ مستحق ہیں، اگر آپ انہیں مستحق زکوٰۃ سمجھتے ہیں تو بغیر بتائے بھی ان پر یہ رقم خرچ کرسکتے ہیں، زکوٰۃ آپ کی ادا ہوجائے گی۔

کیجریوال کی گرفتاری

ہندوستان کی تاریخ میں پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ کسی وزیر اعلیٰ کو اس کے عہدے پر ہوتے ہوئے جیل کی سلاخوں کے پیچھے ڈال دیا گیا ہے، کوشش جھارکھنڈ کے وزیر اعلیٰ ہیمنت سورین کے لیے بھی کی گئی تھی، لیکن ہیمنت نے استعفیٰ دینے کے بعد گرفتاری دی تھی اور اپنے پسندیدہ شخص کے ہاتھ حکومت کی باگ ڈور دے دی تھی، چنانچہ نہ وہاں کوئی آئینی بحران پیدا ہوا اور نہ ہی ہیمنت سورین بحث ومباحثہ کا حصہ بنے، لیکن اروند کیجریوال نے ایسا نہیں کیا، انہوں نے ای ڈی کے نو وارنٹ کو غیر قانونی کہہ کر رد کردیا اور اس کے دربار میں حاضر نہیں ہوئے، دسویں بار ای ڈی گرفتاری کا وارنٹ لے کر ان کے گھر پہونچ گئی، تلاشی کا آرڈر بھی ساتھ لائی، پوچھ تاچھ کیا، تلاشی لی اور اروند کیجریوال کو گرفتار کرکے چلتی بنی، عاپ کے کئی لیڈر پہلے سے ہی اکسائز پالیسی گھوٹالہ میں جیلوں میں بند ہیں، کیجریوال کے بعد کچھ نئی گرفتاریوں سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ حکومت کی منشا عام آدمی پارٹی کو نہ صرف حکومت سے باہر کرنا ہے، بلکہ اسے پاکستان میں عمران خان کی انصاف پارٹی کی طرح انتخاب کے لئے نااہل ثابت کرنا بھی ہے، اس سلسلے میں کارروائی کا آغاز ہوچکا ہے، خبر ہے کہ دہلی میں عاپ کے دفتر کو سیل کردیا گیا ہے، پارٹی احتجاج اور دھرنے پر اتر آئی ہے اور حزب مخالف بھی کیجریوال کی حمایت میں اٹھ کھڑا ہوا ہے، بھاجپا کی پریشانی یہ ہے کہ کیجریوال تین بار سے وزیر اعلیٰ ہیں اور بھاجپا چاہ کر بھی اپنے ارکان کی تعداد وہاں دو ہندسوں میں نہیں کرسکی ہے، دہلی پولیس اور لیفٹیننٹ گورنر کے غیر ضروری احکام اور اس کی تنفیذ کے باوجود کیجریوال عوام میں مقبول ہیں، اس لیے کہ دہلی کو انہوں نے اس طرح بجلی، صحت، تعلیم اور دوسرے میدان میں سجایا اور سنوارا ہے کہ ان کے دشمن بھی معترف ہیں، اروند کیجریوال نے جیل سے حکومت چلانے کا اعلان کرکے اور بعض احکام جاری کرکے بھاجپا کو پریشانی میں ڈال دیا ہے، قانون میں کوئی ایسی دفعات نہیں ہیں، جس سے جرم ثابت ہونے سے قبل انہیں حکومت کے لیے نااہل قرار دیا جائے، ایسے موقع سے مرکزی حکومت کے پاس صدر راج نافذ کرنے کا جواز ہوتا ہے، لیکن وہ بھی اس صورت حال میں جب قانون کی حکمرانی باقی نہ رہے، لا اینڈ آرڈر کا مسئلہ کھڑا ہوجائے، مرکزی حکومت کی پریشانی یہ ہے کہ لا اینڈ آرڈر دہلی پولیس کے قبضے میں ہے اور دہلی پولیس مرکزی حکومت کے قبضے میں، ایسے میں لا اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا کرکے حکومت کو معطل کرنا اور صدر راج نافذ کردینا مرکزی حکومت کے لیے بھی بدنامی کا سبب بن سکتا ہے، لیکن مودی بھگتوں کا یہ نعرہ رہا ہے کہ مودی ہے تو ممکن ہے، جب حکومت قانون سے نہیں حکمراں کی خواہش پر چلنے لگے تو کچھ بھی ممکن ہوجاتا ہے۔

دوسری شکل یہ بھی ہے اروند کیجریوال ہوا کا رخ دیکھ کر اپنی بیوی سنیتا کیجریوال کو وزیر اعلیٰ کا منصب پیش کردیں اور انہیں وزیر اعلیٰ بنادیا جائے، ستر (70) رکنی دہلی اسمبلی میں باسٹھ (62) ارکان عام آدمی پارٹی کے ہیں، صرف آٹھ (8) بی جے کے ہیں، ایسے میں عاپ کے ارکان کو جیل بھیجنے اور توڑ پھوڑ کرکے بھی بھاجپا کے لیے حکومت سازی کے دروازے تک پہونچنا ممکن نہیں ہوگا، ۲۸ ر مارچ تک کیجریوال پولیس تحویل میں ہیں، اگر ضمانت مل گئی تو شاید یہ نوبت نہ آئے، سنیتا اگروال کے ساتھ دہلی کے نئے وزیر اعلیٰ کے طور پر چند نام اور گردش میں ہیں، جن میں دہلی قانون کمیشن کی سابق چیر پرسن سواتی مالیوال، وزیر مالیات آتشی مارلینا، گوپال رائے اور کیلاش گہلوت کے نام شامل ہیں، لیکن کیجریوال سنیتا اگروال کو ہی چاہیں گے تاکہ حکومت ان کے برآمدے سے آنگن میں آکر زیادہ محفوظ ہوجائے اور سنیتا ہر حال میں اپنے سندور کی حفاظت کے لیے سینہ سپر رہیں، جیسا لالو جی نے رابڑی دیوی کو وزیر اعلیٰ بناکر کیا تھا۔

جہاں تک اروند کیجریوال پر لگائے گیے الزامات کا تعلق ہے وہ خالص سیاسی ہی معلوم ہوتے ہیں، کیوں کہ جس شخص نے سرکاری گواہ بن کر کیجریوال کو پھنسایا ہے اس کا پہلے سے بیان موجود ہے کہ ای ڈی والے اس پر کیجریوال کا نام لینے کے لیے زور دیتے ہیں، سوچئے اس شخص کی گرفتاری ہوجاتی ہے، کئی مہینے جیل میں رہتا ہے اس درمیان اس کی کمپنی کروڑوں روپے الیکٹرول بانڈ کے ذریعہ منتقل کرتی ہے، جسے بھاجپا کیش کراتی ہے، الیکٹرول بانڈ کے ذریعہ بھاجپا کو رقم فراہم کرنا یہ رشوت ہی کی ایک شکل ہے، اسی لیے عام آدمی پارٹی نے بی جے پی کے صدر جے پی نڈا کی گرفتاری کا مطالبہ کیا ہے، لیکن۔ ایں خیال است ومحال است وجنوں

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ — مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

الحاج قاری شعیب احمدؒ

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کی مجلس شوریٰ کے رکن، دار القرآن مدرسہ عظمتیہ نوادہ کے ناظم، استاذ الاساتذہ، اکابر امارت شرعیہ کے معتمد، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی اصلاح معاشرہ ضلع کمیٹی کے کنویز، جمعیت علماء بہار کی عاملہ کے رکن، دار العلوم رحمانیہ ملت کالونی بھدونی نوادہ کے سرپرست حضرت مولانا قاری شعیب احمد صاحب نے ۱۶ر رمضان ۴۵ھ کی شب مطابق ۲۷ر مارچ ۲۰۲۴ء بروز بدھ بوقت ایک بجے عارضۂ قلب میں اس دنیا کو الوداع کہا، سب کچھ اچانک ہوا اور آدھے گھنٹے میں زندگی کا سفر مکمل ہوگیا، ۳ر رمضان کو طبیعت بگڑ کر سنبھل گئی تھی، اب کے روزہ افطار، مغرب، عشاء تراویح کے بعد دل کا دورہ پڑا اور علاج معالمہ سے بے نیاز ہو گیے، جنازہ کی نماز اسی دن ۳ر بجے دن میں قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی قاسمی نے پڑھائی، حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کے حکم سے تجہیز وتکفین اور جنازہ میں شرکت کے لیے جو وفد گیا تھا اس میں راقم الحروف محمد ثناء الہدیٰ اور مولانا اعجاز احمد بھی شریک تھے، ظہر کے بعد جنازہ سے قبل مدرسہ کی مکہ مسجد میں ان کے شاگردان، معروف علماء اور قائم مقام ناظم صاحب کے ساتھ میرا بھی تعزیتی خطاب ہوا، سب نے ان کی خدمات کی تعریف کی، انہیں ایک اچھا اور سچا انسان قرار دیا اور ان کی وفات کو ملت کا عظیم خسارہ بتایا، پس ماندگان میں سات صاحب زادگان میں طارق انور (صدر عالم) مولانا ضیاء الدین مظاہری، مولانا محمد نظام الدین مظاہری، مولانا محمد نصیر الدین مظاہری، قاری محمد اسامہ مظاہری، مولانا ابوطلحہ مظاہری، مولانا منت اللہ مظاہری اور تین صاحب زادیاں ہیں، سب کی شادی وغیرہ کی ذمہ داری سے قاری صاحب سبکدوش ہو چکے تھے، اول الذکر کے علاوہ الحمد للہ سب لڑکے حافظ قاری اور عالم دین ہیں، بڑے صاحب زادے باقاعدہ حافظ عالم تو نہیں، لیکن خانوادہ کے دینی اثرات ان پر نمایاں ہیں، اہلیہ گذشتہ سال ۱۰ر رمضان ۱۴۴۴ھ میں انتقال کر چکی تھیں۔

حضرت قاری شعیب احمد بن عبد الحفیظ (م ۱۹۵۱) بن محمد یوسف کی ولادت دربھنگہ ضلع کی مشہور بستی لوام میں یکم جنوری ۱۹۴۷ء کو ہوئی، چار سال کے ہوئے تو والد کا سایہ سر سے جاتا رہا، والدہ مرحومہ نے پوری توجہ اور انہماک سے انہیں پوسا پالا، والد سے محرومی کا احساس نہیں ہونے دیا، ابتدائی تعلیم گاؤں کے مکتب میں حاصل کرنے کے بعد مدرسہ امانیہ لوام دربھنگہ میں داخلہ لیا، یہاں کچھ دن تعلیم حاصل کرنے کے بعد خود ان کا شعور جاگا اور انہوں نے محسوس کیا کہ گھر پر رہ کر تعلیم جاری رکھنا ممکن نہیں ہے، چنانچہ والدہ سے اجازت لے کر اپنے ماموں زاد بھائی عثمان صاحب کے ساتھ کلکتہ کے لئے رخت سفر باندھا، بعض مخلص کے مشورے سے دار القرآن مدرسہ عظمتیہ لور چت پور روڈ کلکتہ میں داخل ہوئے اور قاری عبد القوی صاحب اعظمی، بانی وناظم مدرسہ کی زیر نگرانی تعلیم کی تکمیل کی، فضیلت کی سند بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ سے بتوسط مدرسہ امانیہ لوام حاصل کیا، قاری عبد القوی صاحب کے علاوہ جن اکابر علم وفن سے قاری صاحب کا خصوصی تعلق رہا اور آپ جن سے استفادہ کرتے رہے ان میں مولانا عبد الوحید مظاہری غازی پوری، مولانا سید محمد شمس الحق صاحب ویشالوی، مفتی مظفر حسین صاحب مظاہری، قاری محمد مبین صاحب الٰہ آبادی، مولانا محمد اسرائیل صاحب بھوجپوری، مولانا قطب الدین صاحب مظاہری رحمہم اللہ کے اسماء گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں، ان حضرات نے قاری صاحب کے اندر معرفت الٰہی کی آگ پھونکی اور دینی کاموں کو سلیقہ سے کرنے اور لوگوں کی تربیت دینی نہج پر کرنے کا شعور بخشا، ان میں سے کئی کی حیثیت قاری صاحب کے نزدیک پیر ومرشد کی بھی تھی، جن سے انہوں نے تصوف وسلوک کے رموز سیکھے۔

تعلیم سے فراغت کے بعد آپ کی شادی اونسی بھنگواں حال ضلع مدھوبنی کے مقصود صاحب کی صاحبزادی سے ہوا، شریک حیات انتہائی دیندار تھیں اللہ رب العزت نے اس رشتے میں بڑی برکت دی، سات صاحب زادے اور تین صاحب زادیاں تولد ہوئیں، اور سب دین کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں، قاری صاحب کی خدمت میں ان کی دیندار اہلیہ کا بڑا تعاون رہا، انہوں نے بہت سارے خانگی امور سے انہیں الگ رکھ کر خدمت کا موقع دیا، کہنا چاہیے کہ دونوں کی زندگی کا مقصد رضائے الٰہی تھا، اس لیے زندگی کی پٹری پر یہ گاڑی پوری زندگی محبت والفت کے ساتھ چلتی رہی اور گھر کا جو مقصود ''ٹینشن فری زون'' ہوتا ہے وہ قاری صاحب کو حاصل رہا۔

تدریسی زندگی کا آغاز بنگلور سے کیا، پھر جہان آباد منتقل ہو گئے، قاری عبد القوی صاحب کے حکم سے پہلے بھداسی ضلع الور کی نظامت سنبھالی، اور مکتب کو مدرسہ بنا کر دم لیا، مطبخ اور دار الاقامہ کا نظم ہوا، اور پھر قاری صاحب کے حکم سے ہی نوادہ دار القرآن مدرسہ عظمتیہ کی شاخ میں منتقل کیے گیے، کہنے کے لیے یہ ایک شاخ تھی، لیکن کوئی انتظام نہیں تھا، قاری صاحب نے بے سروسامانی میں کام شروع کیا، پھونس کی جھونپڑی جس سے پانی ٹپک کر اندر آتا تھا، کھانے پینے کا نظم نہیں، طلبہ کہاں رکھے جائیں، مسائل ہی مسائل، قاری صاحب نے اپنے ناخن تدبیر سے سارے مسائل حل کیے، دوسری طرف مسلکی اختلافات بھی مزاحم، ایسے میں قاری صاحب نے پوری جرأت ایمانی سے ان حالات کا مقابلہ کیا اور دیکھتے دیکھتے اُسّر اور بنجر زمین میں عمارت سر اٹھانے لگی، آج مکہ مسجد، مدرسہ کی شاندار اور دیدہ زیب عمارت قاری صاحبؒ کی جہد مسلسل کی بہترین یادگار ہے جو آباد وشاداب بھی ہے۔

قاری صاحبؒ کو اصلاح معاشرہ کی بھی بڑی فکر رہا کرتی تھی، بھداسی اور نوادہ کے کم وبیش پچاس سالہ قیام کے دوران بہت سارے خاندان کو رسم ورواج، اوہام وخرافات، غیر شرعی امور، بے جا لہو ولعب سے کنارہ کش کرایا، مدرسہ کے جلسوں گلیوں اور گاؤں گاؤں گھوم کر پوری حکمت عملی اور ایمانی بصیرت سے اس کام میں اپنی توانائی لگائی، بہت سارے غیر شرعی کاروبار سے لوگوں کو آزاد کرایا اور یہ سب بلند بانگ دعووں اور نعروں کے ساتھ نہیں، خاموشی سے انجام دیا، ان کی اسی فکرمندی سے متاثر ہوکر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری امیر شریعت سابع مولانا محمد ولی رحمانی صاحبؒ نے نوادہ ضلع کی اصلاحی کمیٹی کا کنویز انہیں نامزد کیا تھا۔

اسی طرح قاری صاحبؒ کو امارت شرعیہ کے اکابر اور اس کے کاموں سے غیر معمولی دلچسپی تھی، اسی دلچسپی کے نتیجے میں ۲۰۰۱ء میں مدارس اسلامیہ کنونشن میں ان کا بھرپور تعاون ملا، نوادہ میں وفاق المدارس الاسلامیہ کا مسابقہ قرأت قرآن دار العلوم رحمانیہ ملت کالونی میں منعقد ہوا، طلاق ثلاثہ بل کے خلاف نوادہ میں مضبوط دستخطی مہم چلی، سی اے اے، این آر سی کے خلاف جدوجہد کا بڑا مرکز نوادہ بنا، امیر شریعت سابع کی تحریک دین بچاؤ دیش بچاؤ کے لیے ضلع میں بیداری لائی گئی اور قاری صاحب ہی کی قیادت میں ۱۵ر اپریل ۲۰۱۸ء کو بڑی تعداد میں نوادہ کے مسلمان گاندھی میدان پٹنہ پہونچے، جب امارت شرعیہ نے اردو کے فروغ، دینی اور عصری تعلیمی اداروں کے قیام کی تحریک بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ میں چلائی تو نوادہ میں انہوں نے زبردست پروگرام کرایا اور وہ نوادہ کی تعلیمی مشاورتی کمیٹی کے صدر منتخب ہوئے، وہ رویت ہلال کمیٹی ضلع نوادہ کے بھی کنویز تھے۔ حال میں امارت شرعیہ نے یوسی سی کے خلاف تحریک چلائی تو انہوں نے پورے ضلع کو اس کام کے لیے متحرک کر دیا۔

تعلیم قرآن اصلاح معاشرہ، امارت شرعیہ کی تحریک سے مضبوط وابستگی کے ساتھ ساتھ ان کی خدمت کا بڑا میدان امراء کو حج پر ابھارنا ان کے فارم بھرنا، پھر سفر حج کے لیے تربیت کا نظم کرنا بھی شامل تھا، سبھی جانتے ہیں کہ حج اسلام کا ایسا رکن ہے، جس کی ادائیگی میں عموماً کوتاہی کی جاتی ہے اور تاخیر بھی قاری صاحب نے حج کے لیے مہم چلائی اور سال بہ سال حاجیوں کی تعداد میں اضافہ کرایا، نوادہ جیسے چھوٹے ضلع سے بعض سالوں میں ڈیڑھ سو سے زائد مسلمانوں نے عزم سفر کیا، قاری صاحب کی اس محنت سے مسلمانوں میں اس رکن کی ادائیگی کے سلسلے میں بیداری آئی، یہ بھی ان کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔

ان تمام کاموں میں مشغولیت کے باوجود خود اپنی اصلاح سے بھی غافل نہیں رہے، وہ پوری زندگی اکابر علماء کے دامن سے وابستہ رہے اور اصلاح نفس کے لیے صوفیاء کے یہاں جو اوراد واعمال بتائے جاتے ہیں، سب کا غیر معمولی اہتمام کرتے، تھانوی سلسلہ سے قربت زیادہ تھی، چنانچہ حضرت مولانا احمد مرتضٰی صاحب مظاہری خلیفہ مجاز حضرت مولانا شاہ اسعد اللہ صاحبؒ نے انہیں اجازت وخلافت سے نوازا، یہ اجازت زبانی بھی تھی اور تحریری بھی، لیکن وہ عمومی طور پر لوگوں کو بیعت کرنے سے دور ہی رہا کرتے، ساری پابندیوں کے باوجود خانقاہی مزاج نہیں تھا۔

قاری صاحب کی ایک بڑی خوبی ان کی ضیافت تھی، ان کا دسترخوان بڑا وسیع تھا، وہ مہمان کے پہونچتے ہی گھر سے باہر اور مدرسہ کے لڑکوں تک کو مہمان کی ضیافت ان کے آؤ بھگت اور خدمت میں لگا دیتے، وہ کم سخن نہیں، کم گو تھے، لیکن صائب الرائے تھے، ہم جیسے چھوٹے بھی جب نوادہ پہونچ جاتے تو ان کی کوشش ہوتی کہ کچھ اصلاحی باتیں لوگوں میں ہو جائے، جمعہ کا دن ہوتا تو منبر ومحراب حوالے کر دیتے، خردنوازی اس قدر کرتے کہ چھوٹوں کو بھی اپنے بڑے ہونے کی غلط فہمی ہونے لگتی۔

قاری صاحب سے میری ملاقات امارت شرعیہ آنے سے پہلے سے تھی، ہم دونوں کے ایک مشترکہ ممدوح حضرت مولانا شمس الحقؒ سابق شیخ الحدیث جامعہ رحانی مونگیر تھے، جن سے میری وطنی قربت ہے اور ان کے گاؤں کے قریب واقع مدرسہ احمدیہ ابابکر پور ویشالی میں مدرس ہوا کرتا تھا، اس لیے قاری صاحب اپنے رفقاء کے ساتھ جب بھی چک اولیاء وارد ہوتے تو کسی نہ کسی عنوان سے ملاقات کی شکل بن جاتی، قاری صاحب بھی مجھ سے محبت کرتے تھے اور مولانا شمس الحق صاحب بھی، اس لیے کئی بار ایسا ہوا کہ قاری صاحب نے نوادہ میں کوئی پروگرام کرایا، مولانا شمس الحق صاحب مدعو ہوئے تو مجھ حقیر کو بھی یاد کیا گیا، سی اے اے این آر سی مخالف تحریک میں نوادہ میرے ہی حصہ میں تھا، اس لیے ان کی صحبت اور پروگرام میں ایک ساتھ شرکت کے خوب مواقع ملے، قاری صاحب سے آخری ملاقات ہندوستان کے ''موجودہ حالات اور ان کے حل'' کے عنوان سے منعقد ہونے والے پروگرام میں ہوئی تھی، وہ تنفس کی شکایت اور دیگر عوارض کے باوجود اس پروگرام میں شرکت کے لیے تشریف لائے تھے، اور فکر ونظر چینل کو اس اجلاس کی اہمیت پر انٹرویو بھی دیا تھا۔

قاری صاحب ہزاروں حفاظ، قراء اور علماء کے استاذ اور مربی تھے، ایسی بافیض شخصیت کا ہمارے درمیان سے اٹھ جانا عظیم علمی، ملی ودینی نقصان ہے، اللہ رب العزت قاری صاحب کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کے ساتھ دار القرآن عظمتیہ کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔

کتابوں کی دنیا — ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

آسان مسائل اعتکاف

مولانا مفتی محمد اسعد قاسمی (ولادت 14 مارچ 1992ء) بن قاری محمد عمران صاحب ساکن بڑی بھنڈ سارہ تھانہ بھوانی پور ضلع پورنیہ نوجوان صالح عالم دین ہیں بھٹکے ہوئے آہو کو سوئے حرم لے جانے کی ان کی فکرمندی لائق ستائش ہے وہ بہترین حافظ اور اچھے قاری ہیں، ان دنوں پٹنہ جنکشن کی مسجد کے امام وخطیب ہیں اور آن لائن جامعہ ادارۃ النعمان حیدرآباد میں تدریس حدیث کا فریضہ انجام دیتے ہیں جمعیت علماء دیوبند کی اصلاح معاشرہ کمیٹی کے کنویز ہیں، سوشل میڈیا پر بھی سرگرم رہتے ہیں، اس طرح کہنا چاہئے کہ مفتی صاحب ہردم رواں پیہم جواں کی عملی تصویر ہیں، جو کچھ آج کر رہے ہیں اس کو دیکھ کر مستقبل میں ملت ان سے بہترین توقعات وابستہ ہیں اور یہ توقعات بے بنیاد نہیں ہیں میرے شعور نے ان کے انتخاب کے وقت ہی ان کی اس صلاحیت کو بھانپ لیا تھا اور مجھے ''می تافت ستارۂ بلندی'' کا ادراک ہوگیا تھا۔

مولانا زبردست خطیب ہیں، ہر جمعہ کو خاص طور سے ان کی تقریریں دل و دماغ کو مہمیز کرتی ہیں، چہرہ بھی وجیہہ ہے اور اس پر عمامہ کی سنت کی پابندی نے اسے مزید وجاہت عطا کر دی ہے، اللہ رب العزت نے تحریری صلاحیتوں سے بھی نوازا ہے، وہ مختلف مسائل پر مسلمانوں کی رہنمائی کرتے رہتے ہیں، ابھی رمضان المبارک آ رہا ہے، اعتکاف آخری عشرہ میں رمضان کی اہم عبادت ہے اس سے لوگوں میں سستی پائی جاتی ہے، اور بہت سارے گاؤں میں یہ کام امام کے ذریعہ کرا کر گاؤں والے اپنے کو بری الذمہ سمجھتے ہیں، بعض جگہوں پر اعتکاف کے لئے اجرت پر افراد رکھے جاتے ہیں، جس سے اعتکاف کی ادائیگی بھی معرض خط میں چلی جاتی ہے، اس عبادت کا موقع سال میں ایک بار ہی آتا ہے، اس لئے اس کے مسائل سے بھی واقفیت نہیں ہوتی ہے، اور عدم واقفیت کی وجہ سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، اور معتکف کو پتہ بھی نہیں چلتا۔ (بقیہ صفحہ: ۱۴ر پر)

Scanned with CamScanner

حکایات اھل دل

مولانا رضوان احمد ندوی

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ ایک بڑے صاحب کشف وکرامت بزرگ گذرے ہیں، ۵۶۵ھ میں ارض ملتان میں پیدا ہوئے ہیں، حضرت شیخ بہاء الدین زکریاؒ قریشی الاصل تھے، آپ کے خلیفہ سید جلال الدین سرخ بخاریؒ لکھتے ہیں: ''میرے پیرومرشد کے آباواجداد عرب کے امراء اور شرفاء میں سے تھے اور قریش کے ممتاز قبیلے سے تعلق رکھتے تھے، کیونکہ میرے شیخ کا یہ نسب نامہ قصی کے حوالے سے رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مبارک سے مل جاتا ہے، قصی کے دوفرزند تھے، ایک عبید مناف جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جدامجد ہیں اور دوسرے عبدالعزیٰ جو میرے شیخ کے مورث اعلیٰ ہیں''۔

بعض محققین کی رائے کے مطابق ہبارؓ بن اسود حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے مورث اعلیٰ تھے، ہبارؓ بن اسود نے شروع میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی تھی، مگر فتح کے بعد ایمان لے آئے تھے اور پھر احکام دین کی اطاعت میں مستقل مزاج ثابت ہوئے تھے، حضرت ہبارؓ بہت مالدار انسان تھے، مکہ معظّمہ میں آپ کی تجارت کے بڑے بڑے مراکز تھے، بیک وقت کئی تجارتی قافلے شام اور مصر جایا کرتے تھے، مشہور مؤرخ خطیب بغدادی کی روایت ہے کہ حضرت ہبارؓ کے فرزندوں کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''الجبال'' کا علاقہ جاگیر میں مرحمت فرمایا تھا جو بعد میں خوارزم کے نام سے موسوم ہوا، حضرت ہبارؓ بن اسود قبول اسلام کے بعد بھی مستقل طور پر مکہ مکرمہ میں مقیم رہے اور اپنی ساری زندگی جوار کعبہ میں گزار دی۔ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کا خاندان نہ صرف علم وفضل میں یکتائے روزگار تھا، بلکہ کئی پشتوں تک اسی خاندان کے افراد کوٹ کروڑ (سندھ) کے منصب قضاء پر فائز رہے تھے، حضرت شیخ کے بزرگوں میں سے جو بزرگ سب سے پہلے ملتان تشریف لائے تھے، وہ حضرت کمال الدین علی شاہؒ تھے۔

مشہور سیرت نگار علامہ سید سلیمان ندویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کا قبیلہ دوسری صدی ہجری میں سندھ آکر آباد ہوگیا تھا، کچھ دنوں بعد یہ خاندان سکھر کے علاقے میں ''محمد تور'' نامی قصبے میں جابسا، پھر پانچویں صدی ہجری کی ابتداء میں یہ لوگ وہاں سے نقل مکانی کرکے ملتان چلے آئے۔

شہرۂ آفاق سیاح ابن بطوطہ کا بیان ہے: ''مجھے خود حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے پوتے حضرت شاہ رکن عالمؒ نے بتایا تھا کہ ان کے بزرگ سندھ سے ملتان تشریف لائے تھے''۔ ابن بطوطہ کے علاوہ مشہور مؤرخ قاسم فرشتہ اور نامور سیاح صوفی حامد بن فضل اللہ جمالیؒ کی آئے اور جب سندھ پر ہباریوں کو اقتدار حاصل ہوگیا تو تاج الدین المطرف کی اولاد بھی المنصور منتقل ہوگئی، پھر جب قرامطہ کو تباہ وبرباد کردیا، اپنی اس جنگی مہم کو کامیابی کے ساتھ تکمیل تک پہنچانے کے بعد حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے مورث اعلیٰ حضرت کمال الدین علی شاہؒ کو ملتان لے آیا، کچھ عرصہ آپ یہاں مقیم رہے اور پھر سلطان کے حکم سے کوٹ کروڑ (سندھ) میں منصب قضا پر فائز ہوئے، کمال الدین علی شاہؒ کے بعد شیخ جلال الدینؒ اور پھر ان کے صاحبزادے شیخ ابوبکرؒ اس اہم عہدے پر فائز ہوئے۔ حضرت شیخ ابوبکرؒ کے صاحبزادے مولانا وجیہ الدین محمد غوث تھے۔ سیر العارفین کی روایت کے مطابق مولانا حسام الدین ترمذیؒ نے فتنۂ تاتار کے سبب ہجرت کی اور ہندوستان آکر کوٹ کروڑ میں سکونت اختیار کی، مولانا حسام الدینؒ کی ایک صاحبزادی تھیں جن کا عقد مولانا وجیہ الدین محمد غوث سے ہوا اور ان ہی پاکباز خاتون کے بطن سے حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ پیدا ہوئے، بعض محققین نے ۲۷ر رمضان المبارک ۵۶۶ھ کو حضرت شیخ کا سال ولادت قرار دیا ہے۔

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے بارے میں مشہور روایت ہے کہ آپ پیدائشی ولی تھے، بیشتر تذکرہ نویس اس ذیل میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ شیرخواری کے زمانے میں جب بھی رمضان کا مقدس مہینہ آتا تھا، حضرت شیخ دن کے وقت دودھ پینا چھوڑ دیتے تھے۔ آپ کے پیدائشی ولی ہونے کے سلسلے میں ایک روایت یہ بھی مشہور ہے کہ جب آپ کے والد محترم مولانا وجیہ الدینؒ قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے تو حضرت شیخ بہاء الدین زکریاؒ ماں کا دودھ پینا چھوڑ دیتے تھے۔

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ بہت چھوٹے تھے کہ آپ کے والد محترم نے آپ کو ابتدائی تعلیم کیلئے مولانا نصیر الدین بلخیؒ کے مکتب میں داخل کردیا، روایت ہے کہ حضرت شیخ نے سات سال کی عمر میں قرآن شریف ساتوں قرأتوں کے ساتھ حفظ مکمل کیا، یہ انسانی حافظے اور ذہنی رسائی کی ایک اعلیٰ مثال ہے، حفظ کلام الٰہی کے بعد حضرت شیخ درسی کتابوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ ابھی آپ کی عمر صرف گیارہ سال تھی کہ ایک جانگداز واقعہ پیش آیا، ۵۷۷ھ میں حضرت شیخ کے والد محترم مولانا وجیہ الدین محمد غوثؒ کا انتقال ہوگیا، ایسے مرحلے میں ایک شفیق باپ کی جدائی اولاد کیلئے ناقابل برداشت ہوتی ہے، مگر حضرت شیخ بہاء لادین زکریا ملتانیؒ نے اس صدمۂ عظیم کو صابرین کی طرح برداشت کیا کہ آگے چل کر آپ کو بہت سے بارگراں اُٹھانے تھے۔ مہربان چچا شیخ احمد غوثؒ نے آپ کے سر پر دستار باندھی اور آبا واجداد کی مسند پر بٹھادیا، علماء، مشائخ اور اس علاقے کے زمینداروں نے حاضر خدمت ہوکر رسم تعزیت ادا کی، خدمت گار، ملازم اور نوکر سلام کو حاضر ہوئے، ایک روایت کے مطابق خزانے کے نگراں نے درخواست کی کہ موجودہ رقوم اور دیگر حسابات کی جانچ پڑتال کی جائے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت شیخ کے والد محترم ایک مالدار شخص تھے۔ ''جائداد کے سارے انتظامات آپ سنبھالیں'' حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ نے عم محترم کو مخاطب کرتے ہوئے عرض کیا: ''والد محترم کے بعد آپ ہی میرے بزرگ ہیں''۔ یہ سن کر حضرت شیخ احمد غوثؒ آبدیدہ ہوگئے۔ ''بس میری ایک درخواست ہے کہ مجھے تحصیل علم کے مواقع فراہم کئے جائیں، میں اس کے سوا کچھ نہیں چاہتا''۔ حضرت شیخ نے عرض کیا۔

''میرے عزیز بھائی کی نشانی! تم نے مجھے مایوس نہیں کیا''۔ شیخ احمد غوثؒ نے بھتیجے کو گلے سے لگالیا''۔ تمہارے باپ کی طرح میری بھی یہی خواہش ہے کہ خداوند ذوالجلال تمہیں علم کی دولت سے مالا مال کرے، یہ سیم وزر کے چند سکے تمہاری پہچان نہیں، تمہارا تخت مسند علم ہے، تمہارا تاج دستار فضیلت ہے اور یہی تمہاری شناخت ہے''۔

بھتیجے کی طرف سے اس خواہش کا اظہار ہوتے ہی شیخ احمد غوثؒ نے بڑے بڑے علماء کو ''کوٹ کروڑ'' میں جمع کردیا، مولانا عبدالرشید کرمانیؒ بھی حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے اساتذہ میں شامل تھے، محلّہ کڑہ (ملتان) کے اندر ایک مسجد کے جنوبی حجرے میں مولانا عبدالرشید کرمانیؒ کا مزار مبارک مرجع خلائق ہے۔ مقامی علماء سے اکتساب علم کرنے کے بعد حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ نے خراسان کا سفر کیا، ان دنوں خراسان کا شمار علوم مشرقیہ کے بڑے مراکز میں ہوتا تھا، حضرت شیخ ایک قافلے کے ہمراہ خراسان پہنچے اور سات سال تک مختلف علماء اور مشائخ سے علوم ظاہری حاصل کرتے رہے۔ ایک روایت کے مطابق حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کا طریق کار یہ تھا کہ چند دن تک ایک استاد کی خدمت میں حاضر ہوجاتے، اس طرح آپ نے چارسو چوالیس باکمال اساتذہ کے آگے زانوائے تلمذ طے کیا اور سند فضیلت حاصل کی۔ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ ذہین ترین انسان تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی طبیعت اور ذہن میں ایک ایسی مقناطیسی صلاحیت رکھی تھی کہ اگر ایک بار کوئی نکتہ سن لیتے تو اس کے سارے معانی اور مفاہم آپ کے شعور میں جذب ہوکر رہ جاتے، ہفتہ دس دن میں کسی اہل کمال کا سارا علم حاصل کرلینا، اسی صلاحیت کی طرف اشارہ ہے، یہاں علم کی مادّی مقدار کا ذکر نہیں علم کی روح مراد ہے، حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کا یہی وصف خاص تھا کہ آپ اپنے اساتذہ کے ذہن رسا تک سفر کرتے تھے اور ان کے طرز استدلال اور نکتہ آفرینی کے جواہر اپنے ذات میں سمونے کی کوشش کرتے تھے۔

خراسان کے بعد حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ بخارا تشریف لے گئے، اس وقت بخارا، خراسان سے بھی بڑا علمی مرکز تھا، یہاں بھی حضرت شیخ کے پاس دو ہزار سے زیادہ کتابیں جمع ہوگئی تھیں، اس زمانے میں جبکہ طباعت کا انتظام نہیں تھا دو ہزار کتابوں کو بہت بڑا علمی خزانہ کہا جاسکتا ہے۔

''تذکرۂ اولیائے کرام'' کے مؤلف کا بیان ہے کہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ نے بخارا میں آٹھ سال قیام فرمایا، یہاں کے لوگ حضرت شیخ کے اوصاف حمیدہ سے یہاں تک متاثر ہوئے کہ آپ کو ''بہاء الدین فرشتہ'' کہہ کر پکارنے لگے۔

خراسان اور بخارا کی تمام درس گاہوں سے فیضیاب ہونے کے بعد حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ تزکیۂ نفس اور باطن کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوئے، آپ نے مسلسل بیس سال تک اس قدر سخت مجاہدے کئے کہ ان کی تفصیلات پڑھنے سے حیرت ہوتی ہے۔ ''خلاصۃ العارفین'' کے مصنف ان ریاضتوں اور مجاہدوں کے بارے میں تحریر کرتے ہیں: ''ایک بار کسی مرید یا عقیدت مند نے حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ سے عرض کیا: ''شیخ! آپ اپنے مجاہدے کا کوئی واقعہ بیان فرمائیے''۔

خادم کی بات سن کر حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ نے گریز اختیار کیا مگر جب اس شخص کا اصرار بہت زیادہ بڑھا تو آپ نے فرمایا: ''فقیر کیلئے اپنے مجاہدے اور ریاضت کی کیفیت بیان کرنا مناسب نہیں کہ ایک طرف اس سے غرور کا اظہار ہوتا ہے اور دوسری طرف طالب کو خوف لاحق ہوتا ہے کہ کہیں اس کی محنت برباد نہ ہوجائے... مگر پھر بھی اتنا سمجھ لو کہ یہ فقیر بیس سال تک ایک پیالہ پانی اور ایک چھٹانک غذا پر روزہ افطار کرتا رہا ہے... اور یہ ایک ادنیٰ مجاہدہ ہے کہ جسے ہر مبتدی اپنی طبیعت اور نفس پر غلبہ پانے کیلئے آسانی کے ساتھ کرسکتا ہے، اس کے بعد میں حج کی نیت سے ارض پاک کی طرف روانہ ہوا''۔ ایک اور موقع پر حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ اپنے مجاہدات کے بارے میں فرماتے ہیں: ''میں نے یہ تمام تر مشقت اور ریاضت رب کعبہ کی رضاجوئی کیلئے کی، یہاں تک کہ ارض مقدس میں جا پہنچا، حج کیا اور عرفات کی پہاڑی پر حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا، خداوند کریم کے فضل واحسان سے اس دوران میں نے بڑا فیض حاصل کیا، اس کے بعد نیا احرام باندھ کر سرور کونین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر حاضر ہوا، پانچ سال مدینہ منورہ میں رہ کر رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی خاک کے صدقے میں انوار الٰہی کا ظاہری اور باطنی مشاہدہ کیا''۔

حامد بن فضل اللہ جمالیؒ کا بیان ہے کہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ پانچ سال تک مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہے، اس زمانے میں حضرت مولانا کمال الدین محمد یمنیؒ جو اپنے وقت کے بہت بڑے محدث تھے، حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حدیث کا درس دیا کرتے تھے، حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ ان کے حلقۂ درس میں شامل ہوگئے... اور طلباء کی اگلی صف میں استاد کے ساتھ بیٹھ کر حدیث پاک کا درس لینے لگے، حضرت شیخ، مولانا یمنیؒ کے ساتھ ہر سال حج پر جاتے اور پھر مدینہ منورہ حاضر ہوجاتے، جب حدیث شریف کا سبق تمام ہوچکا تو رسم زمانہ کے مطابق حضرت مولانا کمال الدین محمد یمنیؒ نے آپ کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھانے کی سند عطا کی، اس کے بعد آپ اپنے استاد گرامی کی دعاؤں کے سائے میں بیت المقدس کی طرف روانہ ہوگئے۔ مدینہ منور کے قیام کے دوران حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ روضۂ مبارک کے دائیں جانب ایک خاص مقام پر معتکف رہا کرتے تھے جو بعد میں آپ کے نام سے منسوب ہوگیا تھا، چنانچہ جب مشہور صوفی شاعر حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ دیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو آپ نے بھی اسی مقام کو عبادت وذکر کیلئے پسند فرمایا، حضرت جامیؒ کے بقول ''مجھے اس جگہ بیٹھ کر عجیب روحانی لذت کا احساس ہوا اور میں نے بہت فیض حاصل کیا''۔ (از: تلخیص اللہ کے ولی، مصنف: خان آصف)

Scanned with CamScanner

زکوٰۃ: اسلام کا اہم رکن

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

اسلام کا نظام معیشت عدل وانصاف پر مبنی ایسا کامل ومکمل نظام ہے، جس کی نظیر دنیا کے کسی قدیم وجدید نظام میں نہیں ملتی ۔یہ نظام خشک وبے جان نظریات پر مبنی نہیں ؛ بلکہ اس کی جڑیں دل وجذبات سے لے کر عمل تک اور معاشرے کی نچلی سطح سے لے کر اوپری سطح تک پیوست ہیں، جس میں جبر واستبداد اور ظلم وجور کی کوئی گنجائش نہیں، اسلام پہلے انسانی زندگی پر احکم الحاکمین کا دبدبہ قائم کرتا ہے اور اس کے احسانات یاد دلاتا ہے، اور انسانی ذہنوں میں یہ راسخ کرتا ہے کہ تمہارے پاس جو مال ودولت ہے وہ سب رب العالمین کا عطیہ ہے، یہ مال درحقیقت اللہ تعالی کا ہے جو بطور امانت تمہارے سپرد کیا گیا: ﴿وَآتُوْ هُمْ مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِيْ اٰتٰكُمْ﴾ (النور:۳۳) اور اللہ کے اس مال میں سے انہیں دو جو اس نے تمہیں عطا کیا لیکن ساتھ ہی اسلام انسانوں کو اپنے مال ومتاع کی مالکیت سے کمیونزم کی طرح محروم بھی نہیں کرتا ہے ،اسی لئے اللہ تعالی نے مال ودولت کا انتساب بار بار انسان کی طرف کیا ہے؛ تاکہ انسان کی خود اعتمادی اور جذبۂ مسابقت نہ صرف یہ کہ محفوظ رہے بلکہ پروان چڑھتا رہے، ارشاد باری ہے: ﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ (البقرہ:۲۶۷) جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔

اسلام کے عادلانہ نظام معیشت کے بہت سارے حصے ہیں؛ لیکن ان میں اہم ترین شعبہ زکوٰۃ کا ہے یہ اسلام کا تیسرا رکن اور اہم ترین فریضہ ہے، اس کی اہمیت کا اندازہ محض اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید میں ایک دو جگہ نہیں بلکہ ۸۲ مقامات پر نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر آیا ہے، ﴿ أقِيْمُوْ االصَّلوٰةَ وآتُو الزَّكوٰة﴾ سے پورا قرآن بھرا ہوا ہے۔ قرآن کریم میں مسلمانوں کے جو اوصاف بیان کئے گئے ہیں، ان میں ﴿يُؤْتُوْنَ الزَّكوٰةَ﴾ بار بار آیا ہے۔ اس موضوع پر احادیث حد تواتر تک پہنچ چکی ہیں، اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ زکوٰۃ نماز کے ساتھ لازم وملزوم ہے۔ وجہ ظاہر ہے کہ دین کا خلاصہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی ہے، پہلے کا عنوان نماز ہے اور دوسرے کا زکوٰۃ۔ ان کی بھرپور انداز میں تکمیل کے بعد ہی اقامت دین کا تصور کیا جاسکتا ہے؛ بلکہ ایک روایت میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ زکوٰۃ نہ دینے والوں کی نماز بھی مقبول نہیں ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: ﴿ لا يقبل الله تعالى صلوٰة رجل لا يودى الزكوٰة حتى يجمعهما فإن الله تعالى قد جمعهما فلا تفرقوا بينهما (کنز العمال:۲۵/۳) کہ اللہ تعالی اس شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، یہاں تک کہ وہ ان دونوں کو جمع کرے یعنی نماز اور زکوٰۃ دونوں ادا کرے، اس لئے کہ اللہ تعالی نے نماز اور زکوٰۃ کو ایک ساتھ بیان فرمایا ہے۔

زکوٰۃ کا مقصد یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے والا اپنے نفس کو بخل، خود غرضی، انانیت، فقراء کی حق تلفی اور قلب کی قساوت سے پاک وصاف کر کے اللہ تعالی کا تقرب حاصل کرے۔ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ خُذْ مِنْ أمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا﴾ (توبہ:۱۰۳) آپ ان کے مالوں سے صدقہ لے لیجئے آپ اس کے ذریعہ انہیں پاک وصاف کردیں گے۔ اسکا مقصد یہ بھی ہے کہ فقراء وضعفاء اور حاجت مندوں کی حاجت رسی کی جائے، جس کی وجہ سے پاکی ونورانیت اور خیر وبرکت کا ظہور ہوگا۔ ﴿ مَنْ ذَاالَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضاً حَسَناً فَيُضَاعِفَهُ لَهٗ اَضْعَافاً كَثِيْرَةً﴾ (البقرة: ۲۴۵) کون شخص ہے جو اللہ کے لئے قرض حسن (زکوٰۃ یا صدقات دیتا ہے؛ تاکہ اللہ تعالی اس کو اس شخص کے لئے بہت زیادہ بڑھائے ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ہر شخص کے پاس اپنی لازمی ضریات کی تکمیل کے لئے کچھ نہ کچھ مال ہو۔ معاشرے میں کوئی بھوکا یا ننگا نہ رہے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ﴿إن الله فرض على الأغنياء فى أموالهم بقدر ما يكفى فقرائهم وإن جاعوا وعرووجهدو فيمنع الأغنياء وحق على الله أن يحاسبهم يوم القيٰمة ويعذبهم عليه﴾۔ کہ اللہ تعالی نے مالدار لوگوں پر انکے مال میں اس انداز سے زکوٰۃ فرض قرار دیا ہے جو فقیروں کے لئے کافی ہوجائے، اب اگر فقراء، بھوکے، ننگے رہتے ہیں یا تکلیف میں رہتے ہیں تو یہ مالدار لوگوں کے زکوٰۃ نہیں ادا کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالی کا حق ہے کہ وہ قیامت کے دن ان سے محاسبہ کرے اور زکوٰۃ نہیں ادا کرنے پر عذاب دے۔

زکوٰۃ کے جو مقاصد ومصالح اور اس کے فوائد ذکر کئے گئے، ان کا حصول اسی صورت میں ممکن ہے جب اس کی وصولیابی اور تقسیم کیلئے ایک جماعتی نظام موجود ہو، اس لئے کہ فرضیت زکوٰۃ کے احکام ومصالح کی عمارت اسی پر کھڑی ہے۔ جس طرح نماز، روزہ اور حج میں اجتماعیت کی روح کارفرما ہے کہ نماز کو جماعت کیساتھ ادا کرنا ہے، روزہ کی فرضیت پوری دنیا کے مسلمانوں پر ایک ہی مہینے میں ہے، مناسک حج کی ادائیگی بھیڑ وازدہام، دشواری وپریشانی کے باوجود چند مخصوص ایام ہی میں کرنی ہے، ٹھیک اسی طرح زکوٰۃ بھی ایک اہم ترین عبادت ہے اور اس کیلئے بھی اسلام نے ایک اجتماعی طریقہ کار مقرر کیا ہے کہ امیر کے تحت بیت المال قائم ہو، وہ لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرے اور مستحقین تک باعزت طریقے پر پہنچائے۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتے ہوئے فرمایا: ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُ هُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا﴾ (التوبہ:۱۰۳) کہ اے پیغمبر آپ مسلمانوں کے مالوں سے صدقہ وصول کیجئے اس کے ذریعہ ان کو پاک اور مزکی بنائیے۔ یہ آیت کریمہ واضح طور پر اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ زکوٰۃ کی وصولی امام کے ذریعہ ہو امام وامیر کے تحت حسب مصالح زکوٰۃ کی رقم مصارف زکوٰۃ میں صرف ہو اور ''خذ'' میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کیا گیا ہے وہ ''خطاب مواجہہ'' ہے چناں چہ علامہ نووی شارح مسلم تحریر فرماتے ہیں: ﴿وخطاب مواجهة للنبى صلى الله عليه وسلم وهو جميع امته فى المراد سواء﴾ (نووی:۳۸/۱) اور خذ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو خطاب ہے وہ ''خطاب مواجہہ'' ہے، اسلئے حکم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت دونوں شامل ہیں۔

زکوٰۃ کے اجتماعی نظام سے زکوٰۃ کی وصولی زیادہ سے زیادہ مقدار میں ہوسکے گی۔ اور زیادہ سے زیادہ ضرورت مند افراد کا تعاون ممکن ہوسکے گا۔ لوگوں کا تعاون انکی ضرورت کے لحاظ سے ہوگا۔ محتاج اور ضرورت مند لوگ سوال کرنے کی ذلت سے بچ سکیں گے۔ زکوٰۃ کی رقم کوڑیوں میں بٹنے کے بجائے حسب ضرورت لوگوں کو ایک جگہ سے مل جائے گی، ان لوگوں تک بھی زکوٰۃ پہنچ جائے گی جن کی زبانیں حیا وخودداری کی وجہ سے بند رہتی ہیں، زکوٰۃ کا اجتماعی نظام اس ضرورت کو پورا کرتا ہے اور گداگری کا خاتمہ کرتا ہے۔

حجۃ الاسلام ابوبکر جصاص رازیؒ اپنی کتاب احکام القرآن میں لکھتے ہیں: '' خُذْمِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً'' کی آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ زکوٰۃ کی وصولی کا حق امام کو ہے اور بلاشبہ جن پر زکوٰۃ فرض ہے اگر وہ خود مساکین کو دے دیں گے تو یہ جائز نہ ہوگا، اس لئے کہ زکوٰۃ کی وصولی کا حق امام کے لئے ثابت وقائم ہے۔ لہذا صاحب زکوٰۃ کو امام کے اس حق کو ساقط کرنے کا کوئی اختیار نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانوروں کی زکوٰۃ کے لئے عاملین کو بھیجا کرتے تھے اور حکم فرماتے تھے کہ انکی زکوٰۃ ان کی جگہ پر جا کر لیا کریں اور یہی حکم پھلوں کی زکوٰۃ کا ہے؛ بقیہ رہ گئی سونے، چاندی، دراہم ودنانیر کی زکوٰۃ تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی خدمت میں داخل کی جاتی تھی۔ پھر حضرت عثمان غنی نے ایک مرتبہ خطبہ دیا کہ یہ زکوٰۃ کا مہینہ ہے، جس پر قرض ہو وہ اپنے قرض کو ادا کرے پھر باقی مال کی زکوٰۃ ادا کرے، حضرت عثمان غنیؓ نے ارباب مال کو اختیار دیا کہ وہ زکوٰۃ مسکینوں کو ادا کریں۔ (احکام القرآن:۱۵۵/۳) علامہ ابن الہمام حنفی لکھتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے دونوں خلیفہ اس پر قائم رہے۔ جب حضرت عثمانؓ کا زمانہ آیا اور لوگوں کا تغیر ظاہر ہونے لگا تو انہوں نے خیال کیا کہ لوگوں کے پوشیدہ مالوں کا خفیہ طریقہ سے پتہ لگانا مناسب نہیں، اس لئے انہوں نے اس مال کی ادائیگی ان کے مالکان کے سپرد کردی اور صحابہ نے بھی اس مسئلہ میں ان سے کوئی اختلاف نہیں کیا۔ اس کی حیثیت امام کے حقِ وصول کو باقاعدہ ساقط کردینے اور گزشتہ حکم کو منسوخ کردینے کی نہیں تھی۔ (فتح القدیر:۳۱۱/۱)

اس تفصیل سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کا صحیح طریقہ اور شرعی تقاضہ ہے کہ وہ بیت المال میں جمع کی جائے اور ان خلفاء وامراء کے سپرد کی جائے جو اس کے منتظم وذمہ دار ہیں۔ چناں چہ اسلامی خلافت اپنے درجات کے تفاوت کے باوجود برابر زکوٰۃ کی تحصیل اور اس کی تقسیم کا عمل انجام دیتی رہی۔ خلافت عباسیہ کے آخری دور تک یہ صورت حال برقرار رہی؛ بالآخر آہستہ آہستہ آنے والی مختلف حکومتوں نے اس نظام کی پابندی کو ختم کردیا، اس کے نتیجے میں تمام اسلامی ملکوں میں سخت انتشار برپا ہوا، مسلمان شریعت اسلامی کی برکتوں سے محروم ہوتے چلے گئے اور اسی کی سزا ہے کہ آج انکو ظالمانہ سرمایہ داری، پُرفریب سوشلزم اور انتہاپسندانہ وغیر متوازن کمیونزم کا مزا چکھنا پڑ رہا ہے۔

یہ ایک بڑی سچائی ہے کہ اسلام کا کامل تصور بغیر جماعت اور امارت کے ممکن نہیں، زندگی کے ہر شعبہ میں ایک مسلمان کے لیے اجتماعیت سے محرومی اور انتشار میں مبتلا رہنا بہت بڑا نقصان اور دینی ودنیوی خسران کا سبب ہے۔ اسی لئے حضرت عمرؓ نے فرمایا: ﴿لا اسلام الا بجماعة ولا جماعة إلا بامارة﴾ جب جماعت اور امارت قائم ہوگی تو ان شاء اللہ پوری امت پر اللہ کی خاص رحمت کا نزول ہوگا، ارشاد نبوی ہے: ید اللہ علی الجماعۃ۔

لہذا وہ علاقے اور خطے جہاں اسلامی نظام امارت قائم نہیں، وہاں کے مسلمانوں کی اولین ذمہ داری ہے کہ وہ نظام امارت قائم کریں اور اپنے میں سے کسی ایک لائق شخص کو امیر منتخب کرلیں، جیسا کہ علامہ ابن نجیم مصری نے لکھا ہے: ﴿اما فى بلاد عليها ولاة الكفار فيجوز للمسلمين إقامة الجمعة والأعياد ويصير القاضى قاضيا بتراضى المسلمين ويجب عليهم طلب وال مسلم﴾۔

جب امارت شرعیہ قائم ہوجائے جیسا کہ الحمد للہ صوبہ بہار، اڈیسہ وجھارکھنڈ وغیرہ میں قائم ہے تو اس کے تحت فوری طور پر بیت المال کا شعبہ قائم کیا جائے، جس میں کام کرنے والے عاملین کی ایک بڑی تعداد ہو۔ وہ لوگوں سے زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ مثلاً عشرہ وغیرہ وصول کریں اور بیت المال کے ذریعہ اسے اسکے صحیح مصارف میں خرچ کیا جائے۔

زکوٰۃ کا مصرف کیا ہے؟ اور زکوٰۃ کی تقسیم کن لوگوں کے مابین ہونی چاہئے اس کیلئے خود اللہ تعالی نے سورہ براۃ میں واضح حکم نازل فرمایا: ارشاد ہے ﴿ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنَ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبِهِمْ وَفِيْ الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِى سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾ (توبہ: ۶۰) صدقات واجبہ تو صرف غریبوں، محتاجوں اور ان کارکنوں کے لئے ہیں، جو اس کام پر مقرر ہیں، نیز ان کا جنکی دلجوئی مقصود ہے، اور صدقات کو صرف کیا جائے گردنوں کے چھڑانے میں اور قرض داروں کے قرضہ ادا کرنے میں اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کی امداد میں، یہ فرض ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ بڑا علم والا، بڑا حکمت والا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ صدقات کرنے والے کو اختیار نہیں کہ اپنی پسندیدگی سے اس کیلئے مصرف تجویز کرے اور اس میں خرچ کرے؛ بلکہ اللہ تعالی نے اسکے لئے خود مصرف مقرر فرمادیا ہے اور طے فرمادیا ہے کہ ان مدات کے سوا ان کو دوسری جگہ خرچ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ مذکورہ آیت میں کل آٹھ مصارف بیان ہوئے، یہ منصوص مصارف، زکوٰۃ کے حکم کے ساتھ دائمی ہیں؛ البتہ مؤلفۃ القلوب کے بارے میں اکثر علماء، ائمہ اور فقہاء کا خیال ہے کہ اسلام کی اشاعت اور غلبہ کی وجہ سے اب ان کے حصہ کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اس سلسلے میں قاضی ابوبکر ابن العربی وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ اگر اسلام کو غلبہ واقتدار حاصل ہو تو ضرورت نہیں، لیکن اگر اس کی ضرورت محسوس کی جائے تو ان کو اسی طرح دینا چاہئے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیتے تھے۔ قاضی ابوبکر کی اس رائے کو علامہ مناظر احسن گیلانیؒ، مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی ندویؒ اور دیگر علماء نے پسند فرمایا ہے۔

مدارس اسلامیہ میں زیر تعلیم طلبہ بالاتفاق زکوٰۃ کا مصرف ہیں، بعض علماء انہیں ابن سبیل میں اور بعض انہیں فی سبیل اللہ یا فقراء ومساکین میں داخل مانتے ہیں۔ ان طلبہ کے لئے ملک کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے مدارس اسلامیہ کی طرف سے زکوٰۃ کی وصولی کا انتظام ہوتا ہے، اور زکوٰۃ کی وصولی کا کام مدرسہ کے اساتذہ، سفراء اور مبلغین انجام دیتے ہیں ،حقیقت یہ ہے کہ مدارس کا اتنا عظیم ڈھانچہ زکوٰۃ وصدقات کی رقم پر ہی اصلاً قائم ہے۔ اور بلاشبہ یہ مدارس دین کے مختلف میدانوں میں کارہائے نمایاں انجام دے رہے ہیں؛ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ مدارس کا منتشر طور پر زکوٰۃ وصول کرنا اور اس کے لئے نت نئے طریقے اختیار کرنا، کمیشن وغیرہ پر چندہ کروانا، شریعت اسلامیہ کی روح سے ہم آہنگ نہیں ہے؛ لہذا جن صوبوں میں امارت شرعیہ کا نظام قائم ہے اور اس کے تحت بیت المال ہے۔ (بقیہ صفحہ:۱۴ رپر)

Scanned with CamScanner

عید! خوشی میں اظہارِ بندگی

مفتی محمد سلمان منصور پوری

دنیا کی قوموں کا یہ طریقہ ہے کہ وہ اپنے تہوار اور خوشی کے دنوں میں لہو ولعب، ناچ گانے، شراب نوشی اور تفریحات کو پسند کرتے ہیں، اگلے پچھلے رنج وغم اور مصائب کو بھول کر وقتی خوشی میں ایسے سرشار ہوجاتے ہیں کہ انہیں اپنی سدھ بدھ ہی نہیں رہتی، ہم اپنے برادرانِ وطن میں ہولی اور دیوالی کے موقع پر ایسے مناظر بکثرت دیکھتے رہتے ہیں، اسی طرح عیسائیوں کے یہاں جب کرسمس کا دن آتا ہے تو وہ ہر طرح کے معاصی اور منکرات میں مبتلا ہوکر اظہارِ مسرت کرتے ہیں۔ یہی دستور زمانۂ جاہلیت میں بھی رائج تھا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرماکر مدینہ تشریف لائے تو مدینہ کے لوگ سال میں دو دن خوشی کے مناتے تھے، ان دونوں دنوں میں خوب کھیل کود ہوتا تھا اور گانے باجے کی مجلسیں جمتی تھیں، مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب سلسلوں کو ختم فرماکر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان دو دنوں کے بجائے دو خوشی کے دن (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) مقرر فرمائے (ابوداؤد شریف: ۱۶۱/۱) اور ان دنوں میں اظہارِ مسرت کا مظاہرہ کھیل کود، لہو ولعب اور تفریحات کے ذریعہ نہیں کرایا گیا، بلکہ اسلام کے ماننے والوں کو حکم ہوا کہ وہ مسرت کا اظہار اس انداز میں کریں کہ وہ خوشی ان کے ظاہر اور باطن سے نمایاں ہوسکے، دلوں کی گہرائیوں سے سرور کی خوشبوئیں اُٹھیں، ذہن ودماغ کے گوشوں سے عطر بیز ہوائیں پھیلیں اور بدن کا رگ وریشہ اور رواں رواں اظہارِ مسرت میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوششیں کرنے لگے۔

ایسی لازوال خوشی کے حصول اور اس کے اظہار کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان جس ربّ کائنات کا بندہ ہے، وہ اس بندہ نواز کے سامنے اپنی بندگی کا اظہار کرکے اس کی خوشنودی کا مستحق بن جائے، ظاہر ہے کہ جس بندہ کا آقا اس سے خوش ہوجائے اس بندہ کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی ہوسکتی ہے؟ اس لئے قرآن کریم میں فرمایا گیا: ''وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ'' (اور اللہ کی طرف سے خوشنودی سب سے بڑی نعمت ہے) اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لئے خوشی کے دنوں میں اظہار بندگی کا حکم دے کر شکرانہ کے طور پر دوگانہ ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے، یہی عید کی اصل روح ہے، بقیہ جو لوازمات ہیں (مثلاً نہانا دھونا، خوشبو لگانا، نئے کپڑے پہننا، بشاشت ظاہر کرنا وغیرہ) وہ سب ضمنی ہیں، آج کے دن کا اصل کام یہ ہے کہ بندہ اپنے عمل سے یہ ظاہر کردے کہ وہ واقعی اپنے رب کا فرمانبردار اور اطاعت گذار ہے اور ایسے ہی بندہ کو درحقیقت آج خوشی منانے کا حق ہے، اسی مضمون کے اظہار کے لئے بعض علماء نے درج ذیل اقوالِ حکمت نقل فرمائے ہیں، ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ لَبِسَ الْجَدِیْدَ اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ خَافَ مِنَ الْوَعِیْدِ: (اصل عید اس کی نہیں جو محض نئے نئے کپڑے پہنے، بلکہ عید اس کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی وعید سے محفوظ ہوجائے) یعنی منکرات اور معاصی سے بچے اور اپنے آقا کو راضی کرنے کی کوشش کرے، اس کے برخلاف اگر گناہوں میں مست ہے اور محض ظاہری طور پر نئے کپڑے پہن کر عید کی خوشی میں شریک ہونا چاہتا ہے تو اسے حقیقی مسرت حاصل نہیں ہوسکتی ہے۔

(۲) لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ تَبَخَّرَ بِالْعُوْدِ اِنَّمَا الْعِیْدُ لِلتَّائِبِ الَّذِیْ وَلَا یَعُوْدُ (اصل عید اس کی نہیں ہے جو عود کی خوشبو استعمال کرے بلکہ عید تو اس توبہ کرنے والے کے لئے ہے جو یہ عزم کرلے کہ اب کبھی گناہ نہ کرے گا) یعنی توبہ بھی محض وقتی نہ ہو بلکہ سچی اور پختہ توبہ کرنے والا ہی حقیقی مسرت سے مالا مال ہوسکتا ہے۔

(۳) لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ تَزَیَّنَ بِزِیْنَةِ الدُّنْیَا اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ تَزَوَّدَ بِزَادِ التَّقْوٰی (عید اس کی نہیں ہے جو دنیا کی زیب وزینت اختیار کرے بلکہ عید تو اس کی ہے جو تقویٰ کے توشہ کو مہیّا کرے) بالخصوص رمضان المبارک کا مہینہ تو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے حصول کا بہترین سبب بنا کر امتِ محمدیہ کو مرحمت فرمایا ہے۔

روزوں کی فرضیت کا خاص مقصد بھی قرآن کریم میں یہی بیان کیا گیا ہے، اس لئے رمضان میں جو لوگ تقویٰ سے اپنے آپ کو آراستہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں بٹھاتے ہیں وہی درحقیقت عید کی مسرتوں کے حقدار ہیں۔

(۴) لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ رَکِبَ الْمَطَایَا اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ تَرَکَ الْخَطَایَا (عید اس کی نہیں ہے جو سواریوں پر سوار ہو بلکہ عید اس کی ہے جو گناہوں اور غلطیوں کو چھوڑ دے) کیونکہ اگر گناہ رہیں گے تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا خوف اور خطرہ بھی رہے گا، اس خطرہ کی موجودگی میں حقیقی خوشی حاصل نہیں ہوسکتی۔

(۵) لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ بَسَطَ الْبِسَاطَ اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ جَاوَزَ الصِّرَاطَ (عید اس کی نہیں ہے جو فرش اور گدّے بچھالے بلکہ عید تو اس کی ہے جو اپنے لئے پل صراط سے گذرنے کا انتظام کرلے۔ (مظاہر حق: ۴۹۲/۱)

آج افسوس کا مقام ہے کہ دیگر قوموں کی دیکھا دیکھی مسلمانوں نے بھی عید کو محض ایک تہوار سمجھ لیا ہے اور اظہار بندگی کا جذبہ ذہنوں سے بالکل محو ہوتا چلا جارہا ہے، جیسے ہی عید کا چند نظر آتا ہے نوجوان لڑکے لڑکیوں کی ٹولیاں بازاروں میں نکل پڑتی ہیں، دکانوں پر مردوں عورتوں کا ہجوم ہوجاتا ہے، گانے بجانے کی آوازوں سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی ہے، عید کی مبارک رات مٹر گشتیوں میں ضائع کردی جاتی ہے اور پھر عید کے دن بھی دوگانہ کی ادائیگی کے بعد انہی لغویات کا سلسلہ کئی روز تک جاری رہتا ہے، تفریح گاہوں کی رونقیں بڑھ جاتی ہیں، یہ صورت حال اہل اسلام کی اسلامی شان کے بالکل خلاف ہے، اگر ہم بھی یہی طریقہ اپنانے لگیں گے تو ہم میں اور غیروں میں آخر کیا فرق باقی رہے گا؟ اس لئے ضروری ہے کہ عید کو اسلامی شان وشوکت کے ساتھ منایا جائے اور یہ شان وشوکت اسی وقت حاصل ہوسکتی ہے، جبکہ ہم اپنی عید کو ہر گناہ اور ہر معصیت سے محفوظ رکھیں اور بندگی کے اظہار میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کریں، اللہ تبارک وتعالیٰ صحیح معنیٰ میں ہمیں اپنی بندگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (ندائے شاہی، جنوری ۲۰۰۰ء)

عیدالفطر اور اس کا فلسفہ

تکبیر کی آواز: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ

آپ نے سنا ہر ہر محلّہ سے ہر ہر گوشہ سے ہر ہر سڑک اور ہر چوراہے سے تکبیر کی آوازیں کیسی چلی آرہی ہیں، گویا خدائے واحد کا کلمہ پڑھنے لگے ریت کے ذرے اور خاک کے بگولے اپنے رب کا نام جپنے لگے۔

مکانوں کے در و دیوار اور درخت کے برگ وبار آپ نے دیکھا، یہ بستی کے ہر ہر سمت سے کیسے اُمڈے چلے آرہے ہیں، رئیسان نام داران کے ادنیٰ خدمت گار بھی اور جاہل مطلق گنوار بھی جھکے جھکے، آہستہ قدم اٹھانے والے بوڑھے اور دوڑتے اچھلتے کودتے چلنے والے بچے بھی، زوردار بھی پیدل بھی سوار بھی کوئی سائیکل پر کوئی موٹر پر کوئی یکہ پر کوئی ٹانگہ پر ان میں وہ بھی ہیں جنہوں نے رمضان کے دن بھوکے اور پیاسے رہ رہ کر رمضان کی راتیں رکوع وسجود، تسبیح وتلاوت میں رو رو کر گذاری ہیں اور وہ بھی جو سال میں ایک بار بھی سجدے میں نہیں گرے، ایک بار بھی کعبہ کی طرف نہیں جھکے آج سب کے سب رواں ہیں، عیدگاہ کی طرف ہنستے ہوئے چہروں کے ساتھ اچھے اچھے کپڑوں کے ساتھ۔

یہ تفسیر ہورہی ہے اس حدیث نبوی کی جس میں آیا ہے کہ عید کی فجر سے اللہ کا فرشتہ پکارتا رہتا ہے، لوگوں کو عیدگاہ کی طرف، عیدگاہ کو جاؤ، یہ راستہ بھر نمازیوں کی ریل پیل سالہا سال کے بعد نمازیوں کا یک بیک نمازی بن جانا یہ بڑے پرانے بے غسلوں کا کڑکڑاتے جاڑوں میں صبح سویرے غسل پر آمادہ ہوجانا، نازک خراموں کا گرمیوں کی چلچلاتی دھوپ میں اتنی دور آنا اور جانا اگر غیبی پکارنے والے کی پکار کا اثر نہیں تو اور کیا ہے تفسیر زبان سے نہیں تو عمل سے ہے، قال سے نہیں حال سے۔

عید کا انتظار: عید آتی اپنے وقت پر ہے، لیکن آمد آمد کا کیا کہنا چاہئے کہ ایک مہینہ قبل ہی شروع ہوجاتی ہے اور روزہ داروں کو بے شمار فرحتیں اس دنیا میں نصیب رہتی ہیں، ان میں سے فرحت یہ عید کا انتظار بھی ہے، ادھر رمضان آئے، ادھر عید کی تیاریاں شروع ہوئیں، لیجئے ماہ مبارک کی ۲۹ رویں آگئی، نہ پوچھئے آج چاند دیکھنے کے کیسے کیسے انتظام ہورہے ہیں، بچوں، بوڑھوں بہتوں کے دلوں میں بھی یہی ارمان کہ چاند آج ہی ہوجائے کچھ اللہ والوں اور اللہ والیوں کی زبان پر یہ دعاء بھی ہے کہ چاند آج کی جگہ کل ہو اور روزے تیسوں پورے ہوجائیں، شام کے انتظار میں گھڑیاں صبح سے ہی گنی جارہی ہیں اسلامی ریاستوں اور شہروں میں دور سے چاند کی خبر منگانے کے باضابطہ سرکاری انتظامات رہتے ہیں۔

عید کا چاند: جوں ہی شام ہوئی اور بے شمار نظریں آسمان پر جم گئیں گویا آسمان پر کوئی قصیدہ لکھا ہوا اس کے مطلع کی تلاش ہے اور جو کہیں عین وقت پر ابر آگیا تو نہ پوچھئے دلوں پر کیسی جھنجھلاہٹ چھا کر رہی، خدا خدا کر کے چاند نظر آیا گویا، گولے اور پٹاخے چھوٹنے لگے، لیکن اس سے پہلے جس نے چاند دیکھا اس نے دعا پڑھی۔

اللہ اکبر، چاند بہت بڑا، بہت روشن، بہت چمکدار ہے، لیکن بڑائی اس میں کیا رکھی ہے، بڑا تو وہ ہے جس نے اسے بڑا پیدا کیا (اے ہمارے اچھے پروردگار! چاند دیکھا ہم کو ساتھ خیر وبرکت اور ساتھ سلامتی کے اور ساتھ خیر وعافیت اور اسلام کے اور ساتھ توفیق اس چیز کے جو تیری پسند ومرضی کے مطابق ہو) گواہ رہ کہ اے چاند کہ اللہ ہی پروردگار ہے ہمارا بھی اور تیرا بھی یہ اسلام کی مملکت ہے یہاں تو بات بات پر دعا اور سلام اور قدم قدم پر اپنے مالک اور مولیٰ سے التجا؟ چاند دیکھا چھوٹوں نے بڑوں کو سلام کیا اور زبانوں سے ان کی دعائیں لیں شریف گھرانوں میں اب تک اسلامی معاشرے کی یہ جھلک پائی جاتی ہے، دوست احباب ایک دوسرے کو مبارک دینے لگے، روزانہ افطار کے بعد تراویح کی فکر میں لگ گئے، دودھ اتنا آئے گا سویاں اتنی پکیں گی، فرش ذوش رات رات سے ہی ہونے لگا، درزی اور موچی کی دکان پر رات رات بھر بھیڑ لگی ہوئی ہے، جوڑا اور پھر نیا، یہی آرزو ارمان کی خبر گھر گھر کے اندر راتوں رات لیمپ کی روشنی کے آگے کپڑوں کی تیاریاں ہورہی ہیں، ادھر دوپٹہ پر مسارٹک رہا ہے ادھر پاجامہ پر گوٹ لگ رہی ہے، بک بک جھک جھک کا ایک ہنگامہ برپا ہے لیکن اس ہنگامہ میں تلخی نہیں بلکہ خوش گواری ہے۔

عید کی شب: وقت کے قدرشناس آج کی شب بھی خالی نہیں جانے دیتے رمضان کی ایک ایک رات دولتوں سے مالا مال تھی، حدیث میں آیا ہے کہ وہی نعمتیں شب عید تک پھیلا دی جاتی ہے، اللہ جب بندہ نوازیوں کو مٹانے پر آئے تو مانگنے میں کیوں کوئی کسر اٹھا رکھے، آج کی رات ہے دعاؤں کی، مناجاتوں کی روحانیت کی، عبودیت کی، ادھر سے عبودیت کی ادھر سے ربوبیت کی رات رات بھر لطف ونوازش کی عطا بخشش کی۔ صبح ہوئی اور صبح ابھی ہونے نہ پائی کہ بچے اٹھ بیٹھے رات بھر مارے خوشی کے نیند ہی کس کو آئی، ہر گھر میں نہانے نہلانے کا کاروبار پھیل گیا، کسی کے ہاں جام گرم ہے اور گھر کی انگنائی سے غسل خانے کا کام لیا جارہا ہے کوئی نہا رہا ہے مکان کی چھت پر، کنویں کی جگت پر۔

جسم کی جِلا روح کی غذا: آج مسلمانوں کے ہاں خوشی کا دن ہے اور اس کو وہ اپنی بولی میں عید کا دن کہتا ہے عید اس کے ہاں سال میں دو دفعہ آتی ہے آج کی عید کا نام عید الفطر ہے، افطار اور افطاری کے محبوب نام اسی نظر سے نکلتے ہیں، مسلمانوں کا دن ہر روز فجر کے وضو سے شروع ہوتا ہے، آج غسل سے شروع ہوگا۔

جسم کی صفائی کے ساتھ ساتھ روح بھی دھلتی اور نکھرتی چلی جائے، سبحان اللہ بحمدہ کیسا جامع پروگرام ہے اور کیسا مکمل انتظام جسم کا سنگھار بھی ادھر تفریح ادھر تسبیح، ادھر جسم کی جلا ادھر روح کی صفا۔

اسلام کی علمداری میں کوئی بھوکا نہ رہے: آج کے دن قبل از نماز عید ہر صاحب حیثیت مسلمان پر صدقہ ایک خفیف مقدار میں واجب ہے، اس کا نام صدقۃ الفطر ہے، اہمیت اس حدیث نبوی سے ظاہر ہے کہ جب تک صدقہ ادا نہ ہوگا رمضان کے روزوں تک اجر معلق رہے گا، آج تو مفلس سے مفلس بھی اسلام کی عمل داری میں بھوکا نہ رہنے پائے، صدقہ تو نام ہے اس مالی امانت کا جو اسلام کے ملی نظام معاشیات میں ہر عذر دار نادار کی ہر پیشہ والا ہے روزگار کی تلاش کرتا ہے اور جس کے بعد بے روزگاری کی تلاش کرتا ہے اور جس کے بعد بے روزگاری بے معاشی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہونے پاتا۔

غرض نہا دھو دھلا عطر خوشبو دے دلا، شیر خوری اور سوئیاں پی پلا مسلمان نماز عیدگاہ میں ہوگی، عیدگاہ بستی سے باہر میدان میں ہوتی ہے، نہ بنی ہوئی چھت نہ دالان، نہ گوشہ نشیں لوگ محلّہ کی مسجد میں تو روز ہی پانچ پانچ مرتبہ جمع ہوتے ہیں اور ملتے جلتے رہتے ہیں اور ہر ہفتہ میں ایک بار بستی کے مسلمان جمعہ کی دوپہر کو سال میں دو بار دونوں عیدوں کے موقعہ پر ہر شہر اور آس پاس کے مسلمان ایک جگہ اکھٹے ہوتے ہیں اور یہ مجمع کئی اور مرکز کے ایمانی بھائیوں کی ایک کانفرنس ہوتا ہے، شریعت کی تاکید ہے کہ وحدانیت کے پروگرام کی ایک اہم کڑی کمزور نہ ہونے پائے۔

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

محمد اسعد اللہ قاسمی

حلب کے قریب اسرائیلی حملے میں 36 شامی فوجی ہلاک: وار مانیٹر

شام انسانی حقوق کی نگرانی کے ادارے (ایس او ایچ آر) کے مطابق جمعہ کو شام کے حلب (الیپو) کے قریب پر اسرائیلی حملے میں کم از کم 36 شامی فوجی ہلاک ہو گئے، بین الاقوامی خبر رساں اداروں اے ایف پی اور اے پی کے مطابق سیرین آبزرویٹری فار ہیومن رائٹس وار مانیٹر نے کہا ہے کہ اس حملے میں کم از کم '36 شامی فوجی' ہلاک ہو گئے ہیں اور 'لبنانی تنظیم حزب اللہ کے راکٹ ڈپو کے قریب' کے علاقے کو نشانہ بنایا گیا، برطانوی ادارے سیرین آبزرویٹری فار ہیومن رائٹس وار مانیٹر کے پاس شام میں ذرائع کا ایک وسیع نیٹ ورک موجود ہے، شام کی سرکاری خبر رساں ایجنسی سانا نے کہا کہ علی الصبح ہونے والے حملے میں عام شہری اور فوجی اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے، شامی فوج کے ایک سورس نے سانا کو بتایا کہ 'پونے دو بجے کے قریب اسرائیلی دشمن نے حلب کے جنوب مشرق میں اثریا سے فضائی حملہ کیا (ایجنسی)

سعودی عرب اور آذربائیجان کے درمیان کلائمنٹ ایکشن میں تعاون پر تبادلہ خیال

سعودی وزیر توانائی شہزادہ عبدالعزیز بن سلمان نے جمعرات کو جدہ میں آذربائیجان کے وزیر ماحولیات اور قدرتی وسائل مختار بابائیف سے ملاقات کی، سرکاری خبر رساں ایجنسی ایس پی اے کے مطابق دونوں وزرا نے کلائمنٹ ایکشن کے شعبے میں تعاون کے مواقع پر تبادلہ خیال کیا، ماحولیاتی تبدیلی سے متعلق اقوام متحدہ کے فریم ورک کنونشن اور پیرس معاہدے کے فریم ورک اور اصولوں کے حصول کے لیے مل کر کام کرنے کے حوالے سے بھی تبادلہ خیال کیا، موسمیاتی تبدیلی کے اثرات سے نمٹنے کے لیے مملکت کی کوششوں اور اقدامات کا بھی جائزہ لیا، واضح رہے کہ کوپ 29 کانفرنس اس سال نومبر میں باکو میں ہو رہی ہے، آذربائیجان کے وزیر ماحولیات کانفرنس کے صدر ہیں (ایجنسی)

سویڈن میں قرآن جلانے والے شخص کا رہائشی اجازت نامہ منسوخ، ناروے منتقل

سویڈن کی ایک عدالت نے پہلی مرتبہ ایک شخص کو 2020 میں قرآن کریم کو نذر آتش کر کے مذہبی منافرت کو ہوا دینے کا مجرم قرار دیا ہے، فرانسیسی نیوز ایجنسی اے ایف پی کے مطابق ملک کے عدالتی نظام نے پہلی بار اسلام کی مقدس کتاب کی بے حرمتی کے الزام میں مقدمہ چلایا تھا، یہ سزا رواں برس کے آغاز میں قرآن کریم کو نذر آتش کی ایک لہر کے بعد سامنے آئی ہے، اس واقعہ نے بین الاقوامی غم و غصے کو جنم دیا تھا اور سویڈن کو ایک 'ترجیحی ہدف' بنا دیا تھا، ملک کی انٹیلی جنس ایجنسی کو دہشت گردی کا الرٹ جاری کرنا پڑا تھا، سویڈش حکومت نے بے حرمتی کی مذمت کی تھی، لیکن ملک کے آزادی اظہار کے وسیع قوانین کو برقرار رکھا، وسطی سویڈن میں لنکوپنگ ڈسٹرکٹ کورٹ نے 27 سالہ شخص کو 'نسلی گروہ کے خلاف احتجاج' کا مجرم قرار دیا اور کہا کہ اس کے اقدام نے 'اسلام کو بطور مذہب نہیں بلکہ مسلمانوں کو نشانہ بنایا۔ (اردو نیوز)

امریکہ کے ٹیکساس میں بینک لوٹنے والے تین بچے والدین کی مدد سے گرفتار

امریکی نشریاتی ادارے این بی سی کے مطابق ایف بی آئی کا کہنا ہے کہ ٹیکساس میں مبینہ طور پر بینک لوٹنے والے تین بچوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے، ہیوسٹن کے ہیرس کاؤنٹی شیرف آفس کے ترجمان نے ای میل میں اس بات کی تصدیق کی کہ بینک لوٹنے والے بچوں کی عمر 11، 12 اور 16 سال تھی جن پر دھمکی دے کر ڈکیتی کرنے کی دفعات لگائی گئی ہیں، ترجمان نے مزید کہا کہ 'بچوں کی عمر 18 برس سے کم ہے اس لیے اُن کے ناموں اور باقی معلومات کو صیغہ راز میں رکھا جائے گا، ہیوسٹن کے ایف بی آئی آفس نے سی سی ٹی وی کیمرے میں ان مشتبہ بچوں کو گرینز پوائنٹ کے علاقے میں ویلز فارگو بینک کو لوٹتے ہوئے دیکھا، ایف بی آئی ہیوسٹن نے سماجی رابطوں کی ویب سائٹ 'ایکس' پر اپنی پوسٹ میں لکھا کہ انہیں پہچانیں، آپ کو یقین نہیں آئے گا انہوں نے ویلز فارگو بینک لوٹا ہے، مقامی میڈیا کے مطابق بچوں نے بینک ٹیلر کو دھمکی آمیز نوٹ تھمایا اور کیش لے کر پیدل ہی بینک سے بھاگ گئے، ایف بی آئی کی جانب سے 'چھوٹے ڈکیتوں' کی تصویر پوسٹ کیے جانے کے بعد دو لڑکوں کے والدین نے انہیں پہچاننے کے بعد ایف بی آئی کو اطلاع دی جب کہ ایک لڑکے کی قانون نافذ کرنے والے اداروں نے شناخت کی (ایجنسی)

چینی ہیکنگ گروپ اے پی ٹی 31 پر لاکھوں امریکیوں کی جاسوسی کا الزام

چینی ہیکنگ گروپ اے پی ٹی 31 پر لاکھوں امریکیوں کی جاسوسی کا الزام لگایا گیا ہے، واشنگٹن میں چین نے فوری طور پر ان الزامات پر کوئی تبصرہ نہیں کیا ہے؛ لیکن چینی سفارت خانے نے پابندیوں کے بارے میں برطانیہ کے استدلال کو "مکمل طور پر من گھڑت اور بدنیتی پر مبنی بہتان" قرار دیا، امریکی اور برطانوی حکام نے چینی ہیکنگ گروپ اے پی ٹی 31 پر سیاسی شخصیات کو نشانہ بنانے کا الزام لگایا ہے، امریکہ کا کہنا ہے کہ اس جاسوسی کا مقصد بیجنگ حکومت کے ناقدین کو 'دبانا' تھا، امریکی اور برطانوی حکام نے چینی ریاست سے منسلک ہیکنگ گروپ 'ایڈوانسڈ پرسسٹنٹ تھریٹ'، جو اے پی ٹی 31 کے نام سے معروف ہے، کے ہیکروں پر "بدنیتی پر مبنی" سائبر مہم چلانے کا الزام لگایا ہے، امریکہ نے پیر کے روز ان ہیکرز پر چین کے 'معروف ناقدین' کو نشانہ بنانے کے لیے ان کے کمپیوٹرز میں تکنیکی مداخلت کرنے کا الزام بھی لگایا (ڈی ڈبلیو)

افغانستان میں جنگی جرائم کی تحقیقات، برطانوی وزیر کو سزا ملنے کا امکان

بی بی سی نے 2022ء میں رپورٹ کیا کہ ایس اے ایس کے ایک اسکواڈرن نے افغانستان کے چھ ماہ کے دورے کے دوران مشکوک حالات میں کم از کم 54 افراد کو ہلاک کیا، برطانیہ کے ایک وزیر کو افغانستان میں برطانیہ کی اسپیشل فورسز کے جنگی جرائم کے مرتکب فوجیوں کی شناخت ظاہر کرنے سے انکار پر سزا اور جرمانے کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے برطانوی حکومت کے ایک وزیر کو افغانستان میں جنگی جرائم کے ارتکاب کے الزامات کا سامنا کرنے والے فوجیوں کا نام ظاہر کرنے سے انکار کرنے کی وجہ سے قانونی چارہ جوئی کا سامنا ہے عدالتی حکم کی تعمیل نہ کرنے پر انہیں قید اور جرمانے یا جرمانے کا سامنا ہو سکتا ہے (ڈی ڈبلیو)

تعلیم و روزگار

لکھنؤ میٹرو ریل نے 439 عہدوں پر بھرتی کے لیے نوٹیفکیشن جاری کیا

اتر پردیش میٹرو ریل کارپوریشن (UPMRC) کے تحت لکھنؤ میٹرو ریل کارپوریشن نے ایگزیکیٹو اور نان ایگزیکیٹو کے 439 عہدوں پر بھرتی کے لیے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے، اس کے تحت اسسٹنٹ منیجر، جونیئر انجینئر سمیت کئی عہدوں پر تقرریاں کی جائیں گی، دلچسپی رکھنے والے امیدواروں کو سرکاری ویب سائٹ پر جا کر آن لائن درخواست دینا ہوگی، آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ 19 اپریل 2024 ہے، درخواست کی فیس جنرل زمرہ، EWS اور OBC زمرہ کے امیدواروں کے لئے 1180 روپے، ST/SC زمرے کے لئے 826 روپے، ایس بی آئی پیمنٹ گیٹ وے، انٹرنیٹ بینکنگ، روپے ڈیبٹ کارڈ، کریڈٹ کارڈ کے ذریعے فیس آن لائن ادا کی جا سکتی ہے، ویب سائٹ:

www.lmrcl.com/www.upmetrorail.com

مغربی بنگال میں 464 سب انسپکٹر کے عہدوں پر بحالی کے لئے نوٹیفکیشن

مغربی بنگال پولیس ریکروٹمنٹ بورڈ (WBPRB) نے سب انسپکٹر (مرد خواتین) کی 464 آسامیاں جاری کی ہیں، اس میں مردوں کے لیے 364 اور خواتین کے لیے 100 آسامیاں مخصوص ہیں، سب انسپکٹر کی بھرتی آرڈرڈ برانچ اور غیر ترتیب شدہ برانچ میں کی جائے گی، امیدواروں کو بنگالی زبان کا علم ہونا ضروری ہے، ٹرانس جینڈر امیدوار بھی اس کے لیے درخواست دے سکتے ہیں، اہل امیدوار WBPRB کی سرکاری ویب سائٹ پر جا کر آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، درخواست دینے کی آخری تاریخ 07 اپریل 2024 (رات 11:59 بجے تک) ہے۔ مزید معلومات کے لیے امیدواروں کو نوٹیفکیشن دیکھنا چاہیے، درخواست کی فیس: مغربی بنگال کے ST/SC زمرے کے لیے 20 روپے، ریاست میں دوسروں کے لیے یہ 270 روپے ہے، فیس آن لائن موڈ کے ذریعے ادا کرنا ہوگی، مزید معلوت کے لئے ویب سائٹ: https://wbpolice.gov.in یا ہیلپ لائن نمبر: 033-24794035، 24794036، 24794056، 24794057

راجستھان میں جونیئر انسٹرکٹر کے 679 عہدوں پر بحالی

راجستھان اسٹاف سلیکشن بورڈ، جے پور نے 679 عہدوں پر بحالی کے درخواست طلب کیا ہے، درخواست کی فیس 600 روپے ہے، راجستھان غیر کریمیلر درجہ کے، او بی سی اور معذوروں کے لیے درخواست کی فیس 400 روپے ہے، درخواست بھیجنے کی آخری تاریخ: 05/04/2024 ہے۔

پی جی ٹی سمیت 1499 آسامیوں پر مواقع دستیاب ہوں گے

دہلی ماتحت انتخاب بورڈ (DSSSB) نے پی جی ٹی سمیت 1499 آسامیوں پر بحالی کے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے، جس میں PGT، اسسٹنٹ ڈائریکٹر، سیلز مین اور دیگر عہدے شامل ہیں، درخواست کی فیس 100 روپے ہے، ادائیگی آن لائن موڈ کے ذریعے کرنی ہوگی، ST/SC زمرہ، جسمانی طور پر معذور اور خواتین امیدواروں کے لیے کوئی فیس نہیں ہے، آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ 17 / اپریل 2024، ویب سائٹ: https://dsssbonline.nic.in?

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

المعهد العالی للتدریب فی القضاء والافتاء

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ، قاضی نگر، پھلواری شریف، پٹنہ (بہار)

اعلان داخلہ برائے تربیت قضاء و افتاء

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کی زیر نگرانی "المعہد العالی للتدریب فی القضاء والافتاء" کے نام سے ایک ادارہ شوال ۱۴۱۸ھ سے قائم ہے، جس میں تربیت قضاء و افتاء میں ایسے باصلاحیت فضلاء کو داخلہ دیا جاتا ہے جن کو فقہ اسلامی سے مناسبت ہو، تاکہ وہ کتاب و سنت، فقہ اور مصادر فقہ پر گہری نظر کے ساتھ احوال و عرف زمانہ سے آشنا ہو کر عصر حاضر کے درپیش چیلنجز کا سامنا کرنے کے اہل ہو سکیں اور ان کے اندر ملک میں قانون شریعت کے تحفظ اور عائلی نزاعات کے حل کے لئے قائم ہونے والے دار القضاء و دار الافتاء کی ذمہ داریاں سنبھالنے کی صلاحیت پیدا ہو سکے۔ اس معہد کا نصاب دو سالہ ہے، جس میں فقہ القرآن، فقہ الحدیث، مقاصد شرع، فقہ، اصول فقہ، قواعد فقہ، اصول افتاء اور فرائض کے علاوہ مسلم پرسنل لاء کے ابواب پر خصوصی نظر اور قضاء و افتاء کی خصوصی تربیت و عملی مشق کرائی جاتی ہے۔ بقدر ضرورت انگریزی، ہندی اور کمپیوٹر کی بھی تعلیم دی جاتی ہے۔ طلبہ کے قیام و طعام کا نظم معہد کی طرف سے ہے۔ اس کے علاوہ سال اول کے طلبہ کو ۶۰۰/- روپے اور سال دوم کے طلبہ کو ۸۰۰/- روپے ماہانہ بطور وظیفہ دیئے جاتے ہیں۔

سال اول میں داخلہ کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں۔ داخلہ کے لئے مستند ادارے اور مدارس سے فارغ شدہ ایسے طلبہ درخواست دے سکتے ہیں جنہوں نے ممتاز نمبرات سے کامیابی حاصل کی ہو اور جنہیں معہد کے مقاصد سے دلچسپی ہو۔ مورخہ ۱۲-۱۳/ شوال ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۲-۲۳/ اپریل ۲۰۲۴ء روز پیر تا منگل تربیت قضاء و افتاء میں داخلہ کے لئے تقریری امتحان ہوگا اور ۱۴/ شوال ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۴/ اپریل ۲۰۲۴ء روز بدھ تحریری امتحان ہوگا۔

درخواست کے ساتھ عالمیت یا فضیلت کے نتائج امتحان کی مصدقہ کاپی ارسال کریں۔ اگر کسی وجہ سے آخری امتحان کے نتائج درخواست کے ساتھ نہ بھیج سکیں تو امتحان داخلہ کے وقت ساتھ لائیں۔

داخلہ کے خواہش مند طلبہ مورخہ ۱۲/ شوال ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۲/ اپریل ۲۰۲۴ء روز پیر کی صبح تک المعہد پہنچ جائیں تاکہ داخلہ امتحان میں شریک ہو سکیں۔ درخواست بنام سکریٹری المعہد العالی امارت شرعیہ قاضی نگر، پھلواری شریف پٹنہ ۸۰۱۵۰۵ (بہار) ارسال کریں۔ درخواست میں اپنا نام مع ولدیت، سکونت، رابطہ کا پتہ، کہاں تعلیم حاصل کی ہے، ضرور لکھیں۔ ضروری ہے کہ اپنی سیرت و کردار کا تصدیق نامہ بھی منسلک کریں۔ داخلہ کے وقت سابق ادارہ کی سند یا تصدیق نامہ اور جائے سکونت کا رہائشی سرکاری سرٹیفیکٹ (دونوں کی اصل کاپی) داخل کرنا ضروری ہوگا۔

عبد الباسط ندوی
سکریٹری المعہد العالی

AL-MAHAD-UL AALI IMARAT SHARIAH Quazi Nagar, Phulwari Sharif, Patna (Bihar)801505
Email: almahadulaali@rediffmail.com/hotmail.com Phone:0091-0612-2555661

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

امارت شرعیہ نے غزہ میں فوری جنگ بندی کے لیے اقوام متحدہ اور معاون ملکوں کی ستائش کی؛ امریکہ کی عدم شرکت کو مایوس کن قرار دیا

امارت شرعیہ اقوام متحدہ اور ان 14 ممالک کو تہہ دل سے خراج تحسین پیش کرتی ہے جنہوں نے 25 مارچ 2024 کو رمضان کے مہینے میں غزہ میں فوری جنگ بندی کے حق میں ووٹ دیا ہے، یہ فیصلہ کن اقدام قیامِ امن اور انسانی اقدار کے تحفظ کے عزم کو ظاہر کرتا ہے، اب ضرورت ہے کہ اس قرارداد کے مطابق اسرائیل کی طرف سے کی جانے والی نسل کشی میں پھنسے معصوم شہریوں کی مصیبتوں کو دور کرنے کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں۔

غزہ تشدد کے حالیہ اضافے نے فلسطینی عوام کو ایسے درد اور تکلیف میں مبتلا کیا ہے جس کا تصور نہیں کیا جا سکتا، اسرائیل کی اس نسل کشی اور قتل عام میں اب تک تقریباً 32000 فلسطینی شہید ہو چکے ہیں جس میں 14000 ہزار معصوم بچے اور دس ہزار عورتیں بھی شامل ہیں، دس لاکھ فلسطینی بے گھر ہو چکے ہیں، بھوک اور فاقے نے اب تک کئی بچوں کی جان لے لی ہے، اسرائیلی حکومت امدادی سامان بھی غزہ کے شہریوں تک پہنچنے نہیں دے رہی ہے، ظالموں نے عمارتیں تباہ کر ڈالیں، اسکولوں کو بم سے اڑا دیا گیا، ہسپتالیں منہدم کردی گئیں اور پکی سڑکوں کو بلڈوزر سے نا قابل استعمال بنا دیا گیا، ایسی الم ناک صورت حال میں عالمی برادری کی جانب سے جنگ بندی کے لیے بھرپور حمایت ایک واضح پیغام دیتی ہے کہ دنیا تشدد کو مسترد کر رہی ہے اور انصاف اور ہمدردی کے اصولوں کے تئیں اپنی غیر متزلزل حمایت میں متحد ہے، امارت شرعیہ اقوام متحدہ اور ان اقوام کا شکریہ ادا کرتی ہے جنہوں نے جنگ اور بحران کے خاتمے کی متحدہ طور پر وکالت کی ہے۔ خطے میں امن اور استحکام کے قیام کے لئے ان کی یہ کوشش بلاشبہ قابل تعریف ہے، جنگ بندی کی یہ قرارداد تنازعات کے حل اور انسانی بحرانوں سے نمٹنے کے لیے کثیر جہتی تعاون کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے؛ تاہم، جنگ بندی کی قرارداد میں امریکہ کی جانب سے عدم شرکت کے فیصلے نے پوری دنیا کے امن پسند لوگوں کو مایوس کیا ہے، بین الاقوامی برادری کے اہم رکن ہونے کی حیثیت سے امریکہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ امن اور انصاف کے اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی پالیسی طے کرے، اس قرارداد میں امریکہ کے ذریعے کنارہ کشی کی راہ اختیار کرنا اور جنگ بندی کی حمایت نہ کرنا دنیا کو غلط پیغام دیتا ہے، اس کا یہ رویہ عالمی برادری کی جنگ بندی کی کوشش کو ناکام کرنے اور غزہ کے بحران کو مزید طول دینے کا سبب بن سکتا ہے، امارت شرعیہ امریکہ سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اپنے موقف پر نظر ثانی کرے اور تشدد کے خاتمے کے لیے سرگرم اقدامات کی حمایت کرے۔

امارت شرعیہ اقوام متحدہ اور اس قرارداد کی حمایت کرنے والے سبھی ممالک کا شکریہ ادا کرتی ہے اور اسرائیل فلسطین تنازعہ کے منصفانہ اور دیرپا حل کی تلاش میں بات چیت، افہام و تفہیم اور مفاہمت کو فروغ دینے کی کوشش کو ضروری خیال کرتی ہے اور غزہ میں بے گناہ شہریوں پر ہو رہے ظلم و نسل کشی کے خاتمے کے لئے عالمی برادری کے تمام ارکان سے اپیل کرتی ہے کہ وہ فوری اور فیصلہ کن کارروائی کریں کیونکہ اس کے بغیر غزہ کو اس بحران سے نکالا نہیں جا سکتا۔

نماز تراویح رمضان اور قرآن کریم کے باہمی ربط کا اعلیٰ نمونہ: نائب امیر شریعت

حافظ محمد الطاف خامس نے تراویح میں سنایا مکمل قرآن

رمضان المبارک کا مقدس مہینہ قرآن کریم کے نزول کا ہے قرآن کو رمضان سے اور رمضان کو قرآن کریم سے مضبوط وابستگی ہے، اسی لئے اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک میں تراویح کا اہتمام فرمایا اور وہ سنت آج تک باقی ہے، اور قیامت تک باقی رہے گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبریل کو بھی رمضان المبارک میں پورا قرآن سناتے تھے ان خیالات کا اظہار حضرت نائب امیر شریعت مولانا محمد شمشاد رحمانی صاحب نے امارت شرعیہ کے جماعت خانہ میں تراویح کی نماز میں ایک ختم قرآن کے موقع سے منعقد دعائیہ تقریب میں کہا، انہوں نے کہا کہ تراویح کی رکعات بیس ہیں جو رمضان کے چاند دیکھے جانے سے لیکر عید کے چاند دیکھے جانے تک ہے۔ انہوں نے اس موقع پر حافظ محمد الطاف خامس سلمہ کو بہتر اور تجوید و ترتیل کی رعایت کے ساتھ عمدہ طور پر قرآن سنانے اور ان کے والد گرامی جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب قائم مقام ناظم امارت شرعیہ کو مبارکباد پیش کیا، اس موقع سے امارت شرعیہ کے قاضی شریعت جناب مولانا محمد انظار عالم قاسمی صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم لوگوں کو اس ماہ میں دیگر عبادات اور روزوں کے اہتمام کے ساتھ دعاؤں کی کثرت کرنی چاہئے اور قرآن سے اپنا ربط بڑھانا چاہئے انہوں نے حافظ محمد الطاف خامس کو پرکشش انداز میں قرآن سنانے پر مبارکبادی کے کلمات کہے اور عام مسلمانوں سے گذارش کی کہ اپنے بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم دیں۔ امارت شرعیہ بہار اڈیشہ و جھارکھنڈ کے نائب ناظم جناب مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نے اپنے مختصر مگر جامع خطاب میں رمضان المبارک کے لمحے لمحے کی قدر کرنے اور اس ماہ کی عبادات میں انہماک کی حاضرین سے گذارش کرتے ہوئے حافظ صاحب کو بہتر مستقبل کی دعائیں دیں، امارت شرعیہ کے مفتی جناب مولانا مفتی احتکام الحق قاسمی صاحب نے کہا کہ حافظ صاحب نے اتنا عمدہ قرآن سنایا کہ طبیعت خوش ہوگئی اور کئی سال کی تشنگی اس سال کی تراویح میں دور ہوئی، آخر میں حضرت نائب امیر شریعت نے رقت آمیز طویل دعا فرمائی۔

یکساں سول کوڈ کے سلسلے میں مرکزی وزیر داخلہ کا بیان ناقابل قبول: آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے مرکزی وزیر داخلہ امیت شاہ کے بیان پر شدید ردعمل ظاہر کرتے ہوئے کہا ہے کہ یکساں سول کوڈ کے سلسلے میں ان کا بیان گمراہ کن اور مغالطہ انگیز ہے۔ وزیر داخلہ کا یہ کہنا کہ شریعت اور حدیث کے مطابق عمل کرنا ہے تو چوری کرنے والوں کے ہاتھ کاٹ دینا چاہئے، عصمت دری کرنے والوں کو سڑک پر سنگسار کر دینا چاہئے، کسی مسلمان کو سیونگ اکاؤنٹ نہیں کھولنا چاہئے اور لون نہیں لینا چاہئے، یہ تمام باتیں بالکل بے معنی ہے۔ امت شاہ کو یہ تو معلوم کرنا چاہئے تھا کہ یہ قوانین کہاں جاری ہوتے ہیں۔ جرم و سزا کا قانون ایسے ملک میں نافذ ہوتا ہے۔ جہاں مکمل اسلامی شریعت نافذ ہو اور یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ یہ صرف اسلامی شریعت کا قانون نہیں ہےبلکہ تمام مذاہب کا مشترکہ قانون ہے۔ خود منوسمرتی میں چوری کی سزا اور نقب زنی کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے۔ زنا کرنے والی عورت کی سزا یہ ہے کہ اس کو بھوکے کتوں کے آگے ڈال دیا جائے تاکہ وہ اسے کاٹ کھائیں اور زنا کرنے والے مرد کو لوہے کا پلنگ آگ سے تپا کر اس پر ڈال دیا جائے تاکہ وہ جل کر مر جائے۔ اگر زنا بالجبر کا ارتکاب کرے تو مرد کا عضو تناسل کاٹ دیا جائے۔ البتہ برہمن کو ان سزاؤں سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے۔ اس کا صرف سر مونڈنے پر اکتفا کیا جائے گا۔ اسی طرح سود کو ویدوں میں بھی منع کیا گیا ہے۔

موالانا نے کہا کہ دنیا میں جتنے بھی مذاہب گزرے ہیں بہ شمول ہندومت اور اسلام کے اُن کے یہاں اخلاقی اقدار کو بڑی اہمیت دی گئی ہے اور تمام مذاہب کے احکامات کے پیش نظر ایسی مثالیں دے کر صرف شریعت اسلامی کو بدنام کرنا متعصّبانہ ذہن کا پتہ دیتا ہے۔ اسلام میں شراب کی بھی سخت سزا ہے لیکن جہاں پوری اسلامی شریعت نافذ ہوگی وہاں نہ شراب کے کارخانے ہوں گے اور نہ شراب خانے ہوں گے۔ اسلام میں زنا پر سخت سزا رکھی گئی ہے لیکن اس کے ساتھ پردے کا پورا نظام رکھا گیا ہے۔ جہاں پوری اسلامی شریعت نافذ ہوگی وہاں مردوں اور عورتوں کا اختلاط نہیں ہوگا وہاں دونوں کے لئے الگ الگ کلاس رومس ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ وہاں بدکاری کے واقعات خود بخود کم ہو جائیں گے۔ اسی طرح اسلامی حکومت ہر شہری کی بنیادی ضروریات مہیا کرنے کی پابند ہوگی تاکہ چوری اور ڈاکہ زنی کے واقعات پیش نہ آئیں اور اگر کوئی شخص بھوک اور فاقہ سے مجبور ہو کر چوری کرے تو اس پر چوری کی سزا نافذ نہیں ہوگی۔ جہاں جرم کو روکنے کیلئے ماحول سازی کا کام نہیں ہوا اور صرف سزائیں سخت مقرر کی گئیں وہاں جرم میں اضافہ ہی ہوتا رہا جس کی ایک مثال ہمارا وطن عزیز بھی ہے۔ دستور میں مذہبی آزادی کی ضمانت دی گئی ہے اسی لئے نکاح وغیرہ کو اپنے اپنے مذہب اور رواج کے مطابق انجام دینے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ یقیناً اسلام میں مرد کو ایک سے زیادہ نکاح کی اجازت دی گئی ہے لیکن یہ صرف اجازت ہے۔ اسلام نے اس کا حکم نہیں دیا ہے اور نہ خاص طور پر اس کی ترغیب دی ہے اور یہ اجازت دوسرے مذاہب میں بھی دی گئی ہے۔ ہندو دھرم میں شودر کیلئے تو صرف ایک بیوی رکھنے کی اجازت ہے، ویش کیلئے دو، چھتری کیلئے تین مگر برہمن کیلئے چار اور بادشاہ کیلئے وہ جتنی چاہے کرے۔ افسوس کی بات ہے کہ ایک سیکولر ملک کا وزیر داخلہ اپنے ہی ملک کی دوسری سب سے بڑی اکائی کے بارے میں نفرت اور تعصب پر مبنی ایسے خیالات کا اظہار کرے۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اس کی سخت مذمت کرتا ہے اور تمام برادران وطن سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ایسی باتوں سے غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔ یہ صرف اور صرف سیاسی مقصد کیلئے ایک کمیونٹی کو نشانہ بنانے کی نامنصفانہ کوشش ہے۔

قارئین نقیب کی آراء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ............ محترم آپ کے توسط سے کئی ایک مضامین کو جستہ جستہ پڑھنے کی توفیق ملی، سبھی مضامین وقت کے سلگتے مسائل کی طرف مشیر ہیں، بالخصوص (شمارہ نمبر ۱۰ میں) ''بہار کے اوقاف اور ان کا تحفظ''، ''موجودہ حالات اور ہماری ذمہ داریاں'' اسی طرح صلہ رحمی سماجی رابطہ کا بہترین ذریعہ وغیرہ حساس اور فکری مضامین ہیں، اوقاف اور موجودہ ذمہ داریوں کے ذیل میں جن پہلوؤں کی طرف مثبت رہنمائی کی گئی ہے، کاش! ان پر عمل بھی ہونے لگے؛ مگر ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ منتشر خاندان و سماج کے بیچ جس سماجی رابطے کی بات مضمون میں آسانی سے کہی گئی ہے، حقیقت میں عمل اتنا ہی مشکل ہے، قلم کاپی اور دوات سے جس قدر اسلامی خوبیوں کو ہم لکھ جائیں، مگر عملی طور پر ہم عام لوگوں تک اسے پہنچانے میں ناکام ہیں، مفتی صاحب نے بالکل درست لکھا ہے کہ اسلامی تہذیب وتمدن کو عملی شکل میں پیش کرنے کی ضرورت سب سے زیادہ ہے۔ صدمے کی بات یہ ہے کہ اس کے لئے ہمارے پاس فرصت ہے اور نہ وسائل۔

Scanned with CamScanner

الیکشن 2024ء سیکولر پارٹیوں کے لئے ایک چیلنج

راحت علی صدیقی قاسمی

''کانگریس مکت بھارت'' کے خواب کوشرمندہ تعبیر کرنے کے لئے بی جے پی نے کالے دھن کی واپسی کانعرہ بلند کیا، ہندوستانیوں کی غربت کوختم کرنے کا دعوی کیا، ان کی مشکلات وپریشانیوں کے ازالہ کی منشاء ظاہر کی گئی، سماجی کارکنان بھی بی جے پی کے ان نظریات کی تائید کرتے ہوئے نظر آئے، چنانچہ انا ہزارے اور بابا رام دیو نے پرچم احتجاج بلند کیا، لاکھوں ہندوستانی ان کے پرچم تلے جمع ہوئے، ان کے خیالات کی درستگی پرمہر ثبت کی، مسلسل کوشش کی گئی اور ملک کوکرپشن سے بچانے کے لئے لوک پال بل منظور کرانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا، بھوک کی شدت برداشت کی گئی، کالے دھن پرنکیل کسنے کے لئے پورا ملک سراپا احتجاج بن گیا، ہر شعبہ سے وابستہ افراد اس تحریک میں انا ہزارے کی اقتداء کرتے ہوئے نظر آئے، دیکھتے ہی دیکھتے اس احتجاج کے سامنے سرکار جھکتی ہوئی نظر آئی، پورے ملک میں کانگریس مخالف ماحول بنا، ملک کی حفاظت اور کرپشن کے خاتمہ کی تحریک بی جے پی کے لئے فائدہ کا سودا ثابت ہوئی، اس تحریک نے کانگریس کولوگوں کے قلوب سے دور کر دیا، جس کا نتیجہ ۲۰۱۴ء کے اسمبلی انتخاب میں ظاہر ہوا، چنانچہ یہ مدعا بی جے پی کا انتخابی ایجنڈا ثابت ہوا۔ ملک کو غربت، مہنگائی، سماجی صورت حال کی ابتری، گھٹتا تعلیمی معیار، متعدد قسم کی آلودگی، ان تمام مسائل کے ساتھ بی جے پی نے اپنے سفر کا آغاز کیا تھا، عوام نے ان مسائل کے خاتمہ کے لئے بی جے پی کوووٹ دیا، ان سب کے ساتھ سب سے اہم مسئلہ جس کی وجہ سے بی جے پی لوگوں کے قلوب کوفتح کرنے میں کامیاب رہی، ان کی پوری توجہ حاصل کر پائی وہ بلاشبہ کالے دھن ہی کا تھا، غرباء کولگا تھا کہ ان کے کھاتوں میں پندرہ لاکھ آجائیں گے، وہ بھی پیٹ بھر کھاسکیں گے، اپنے بچوں کواعلیٰ تعلیم دلاسکیں گے، اب کوئی غریب خودکشی کرنے پرمجبور نہیں ہوگا، کوئی باپ اپنی بیٹی کے ہاتھ پیلے کرنے کے لئے نہیں ترسے گا، کوئی شخص درد وکرب کی شدت سے نہیں تڑپے گا، بلکہ اسے دوا میسر ہوگی، علاج میسر ہوگا، تمام غرباء کوپندرہ لاکھ کا سنہرا خواب نظر آنے لگا تھا۔

ان خوابوں کی تعبیر حاصل کرنے کے لئے عوام نے 2014ء کے انتخابات میں بی جے پی کو ووٹ دیا اور بی جے پی نے تاریخ رقم کی، لوگوں کی آنکھیں پھٹ گئیں اور تاریخ کے سینہ پروہ عبارت رقم ہوئی، جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا، یہ بی جے پی کی جملے بازی کا ثمرہ تھا، جس میں سب سے کامیاب جملہ تھا کہ ہم دیگر ممالک میں جمع 80/لاکھ کروڑ کالا دھن واپس لائیں گے، اور صرف 100/دن میں واپس لائیں گے، اور ہر ہندوستانی کے کھاتے میں پندرہ لاکھ روپے جمع کئے جائیں گے۔ یہ جملہ بی جے پی کا کامیاب ترین جملہ ثابت ہوا۔ بی جے پی حکومت کودس سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے، خواب ٹوٹ چکے، وعدے وفا نہیں ہوئے، دعوے سیاسی جملوں کی شکل اختیار کر چکے، پندرہ لاکھ آئے نہ تسلی اور دلاسا، بلکہ واضح کر دیا گیا کہ وہ سیاسی جملے تھے، جن کا حقائق سے کوئی تعلق نہیں ہے، عوام کو بے وقوف بنانے کے لئے ان کا استعمال کیا گیا تھا، مہنگائی آسمان کو چھو رہی ہے، فضائی آلودگی بڑھتی جارہی ہے، سانس لینا دشوار ہو رہا ہے، سماجی صورت حال بدتر ہوتی جارہی ہے، فضا میں نفرت کی بومحسوس ہوتی ہے، نفرت سماج کا جز لاینفک بن چکا ہے، آئے دن قتل وغارت گری کے واقعات لوگوں کو ہراساں کررہے ہیں، عدم تحفظ کی فضا ملک میں عام ہوتی جارہی ہے، ترقی کے جو وعدے بی جے پی نے کئے تھے، ان کے پایہ تکمیل تک پہنچنے میں اب بھی وقت ہے، اب بھی وعدے بھی کئے جارہے ہیں، بی جے پی اپنے حکومتی سفر کے آخری مرحلہ میں ہے اور اب بھی جیلوں اور وعدوں کا کھیل جاری ہے، کچھ اقدامات بھی کئے گئے، لیکن خاطر خواہ ان کے فوائد نظر نہیں آئے، روپیہ کمزور ہوتا جارہا ہے، معاشی مسائل اور بے روزگاری آئندہ انتخابات کے بڑے مدعا ثابت ہوسکتے ہیں۔

بی جے پی نے نوٹ بندی کے ذریعے کالے دھن کوختم کرنے کی کوشش کی، اگرچہ اس فیصلہ نے پورے ملک کو مشکل میں ڈال دیا تھا، غریب روٹی کے لئے پریشان ہوگئے تھے۔ ڈولیاں ارتھیوں میں تبدیل ہوگئیں، بیٹیوں کے ہاتھ پیلے نہ کرنے کے غم میں بہت سے لوگوں نے موت کو گلے لگایا، تقریبا سولوگوں کی جان گئی۔ پورا ملک قطاروں میں کھڑا ہوا نظر آیا، وزیراعظم دعوی کررہے تھے کہ چند دن کی قربانی اس کے بعد کالا دھن ختم ہو جائے گا، آپ کی قربانی محنت ضائع نہیں ہوگی، ملک کے لئے یہ محنت اور انتہائی خوش کن صورت حال کی تمہید ہے، کشمیر سے پتھر بازی ختم ہو جائے گی، دہشت گردی کا خاتمہ ہو جائے گا، پورا ملک ان وعدوں پر یقین کر کے محنت کرتا رہا، حالانکہ معاشیات کے ماہرین اس فیصلے پرسوالات کھڑے کررہے تھے اور اسے معاشی ایمرجنسی گردان رہے تھے۔ نوٹ بندی کوعرصہ ہو چکا ہے، اس کے فوائد ونقصانات بھی عیاں ہو چکے، سوئس بینک نے 2017ء میں جمع رقم کی تفصیلات پیش کیں، جو حیرت زدہ کرنے والی ہیں، سوالات کوجنم کر دینے والی ہیں، جن کا جواب خاموشی ہوا، تو 2024ء میں بی جے پی کو یقینی طور پرنقصان ہوگا، چونکہ قبل جو وعدے ہوئے، ان کی تکمیل باقی ہے اور لوگ منتظر ہیں۔ سوئس بینک کے مطابق ہندوستان کی جانب سے سوئس بینک میں جمع شدہ رقم میں 50/فی صد اضافہ ہوا ہے، موجودہ رقم 700/کروڑ ہے، اس معاملے پرمرکزی وزیر خزانہ صفائی پیش کر رہے ہیں اور دعوی کررہے ہیں کہ سال کے اختتام پرسوئس بینک انہیں تفصیلات مہیا کر دے گا، کیا نوٹ بندی کا خاطر خواہ فائدہ ہوا؟ کیا سوئس بینک میں جمع رقم کالا دھن نہیں ہے؟ کیا ملک سے کالا دھن اور بدعنوانی ختم ہو چکی ہے؟ جواب ہاں ہے تو پھر روپیہ کیوں کمزور ہوا؟ ملک میں غربت کیوں بڑھتی جارہی ہے؟ انتخابات کے موقع پر ان مسائل پر گفتگو کیوں نہیں کی جارہی ہے؟ کالا دھن کب آئے گا؟ کب غربت ختم ہوگی؟ کب مشکلات کا ازالہ ہوگا؟ کب روپیہ اس معیار پر پہنچے گا جس کا بی جے پی نے وعدہ کیا تھا؟

بی جے پی کو ان مسائل پر توجہ دینے کی ضرورت ہے، مسلم پرسنل لا کی مخالفت، نکاح حلالہ کی مخالفات، مسلم عورتوں کے حقوق کے دعوے یہ سب ترقی کے ایجنڈے نہیں ہیں یاCAA نافذ کرنا، ترقی کرنی ہے ملک کو اعلیٰ معیار پر پہنچانا ہے تو کالے دھن کو واپس لائیے، بدعنوانی کا خاتمہ کیجئے کہ اس وقت اچھے دنوں کا خواب شرمندہ تعبیر ہوگا، ورنہ 2024ء کا انتخاب آپ کے لئے برے دنوں کا آغاز ہوسکتا ہے چنانچہ ملک کوترقی دیجئے، غربت وافلاس کا خاتمہ کیجئے، کرپشن اور بدعنوانی کوختم کیجئے، اچھے دنوں کی تعمیر کیجئے، تب ہی خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکتے ہیں۔ اپوزیشن پارٹیوں کو متحد ہونا پڑے گا اور ملک جن مشکل حالات سے گذر رہا ہے اس کی صحیح تصویر عوام کے سامنے پیش کرنی ہوگی تاکہ 2024 کے عام انتخابات میں سیکولر پارٹیوں کو خاطر خواہ فائدہ ہو۔

بی جے پی صرف نفسیاتی جنگ لڑ رہی ہے

شعیب رضا فاطمی

2024 کے عام انتخاب کی تاریخ کے اعلان کے بعد اب چند دنوں کے اندر ہی یہ طئے ہوجانے کی امید ہے کہ بی جے پی سے مقابلہ کے لئے میدان میں کتنی پارٹیاں کانگریس کے ساتھ رہ جاتی ہیں۔ اور پھر وہ سب مل کر بی جے پی کے لئے کتنی مشکلات کھڑی کرتی ہیں۔ کیونکہ یہ مقابلہ اس لئے بھیسے جوڑ ہے کہ بی جے پی کے پاس ایک دو نہیں بلکہ وافر ایسے وسائل ہیں جس کا کانگریس اور اس کے حواری کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ اور شاید اپنی اس بے بضاعتی کا احساس ہی ہے جس کی وجہ سے کانگریس نے انتخابی مینوفیسٹو کی بنیادی باتیں ممبئی کی ریلی میں ہی پیش کردی ہیں اور شاید اس سلسلے میں کانگریس نے اپنی تمام سابقہ روایت سے انحراف کرتے ہوئے یہ فیصلہ لیا ہے۔ اور اس کی سب سے بڑی وجہ ہے کہ کانگریس کے اعلی عہدیدار گذشتہ ایک برس سے انتخابی میدان میں ہیں۔ کم سے کم بھارت جوڑو یاترا کے پہلے مرحلے سے تو کانگریس سڑک پر ہیں ہی۔ اور یہی وجہ ہے کہ کانگریس نے بھارت جوڑو نیائے یاترا کے دوسرے مرحلے کے اختتامی جلسے میں یہ اعلان کر دیا کہ انہیں اس عام انتخاب میں کس مدعے پر انتخاب لڑنا ہے۔ جولوگ بھی ٹی وی کے ریگولر ناظر ہیں وہ جانتے ہیں کہ ان دنوں نیشنل چینل کے تمام پرائم ٹائم میں یہی موضوع زیر بحث ہے کہ کانگریس ابھی تک یہ طے نہیں کر پائی ہے کہ اسے بی جے پی کے سامنے کیا چیلنج پیش کرنا ہے؟ اور اس موضوع پر اس قدر سنجیدہ گفتگو کی جاتی ہے جیسے سچ مچ کانگریس اور اس کے تمام حواریوں کے ہاتھ پیر پھولے ہوئے ہیں اور انہوں نے انتخاب کے شروع ہونے سے پہلے ہی ہار مان لی ہے۔ جبکہ سچ اس کے بالکل الٹ ہے لیکن یہ بے ایمان چینل والے اس سچ کو نظرانداز کررہے ہیں۔ ابھی تازہ کانگریس کی ممبئی ریلی کی ہی بات کی جائے تو اس میں کانگریس نے جس طرح اپنی گارنٹی کی فہرست سازی کی ہے اس میں ایک کا جواب بھی بی جے پی کے پاس نہیں ہے لیکن کنفیوز کانگریس کو بتایا جارہا ہے۔ کسانوں کے لئے ایم ایس پی وہ بھی سوامی ناتھن کمیشن کی سفارش کو قانونی شکل دیتے ہوئے کیا کسی تاریخی اعلان سے کم ہے کہ میڈیا اس پر بات کرنے کو تیار نہیں۔

نوجوانوں کے لئے تیس لاکھ نوکری کے انتظام کے علاوہ بی اے کے بعد انہیں سرکاری خرچ سے کمپنیوں کے ساتھ معاہدہ کر کے ٹرینڈ کرنے کی گارنٹی اگر کانگریس دینے کا وعدہ کر رہی ہے تو کیا ہم اسے بھی قابل اعتنا نہ سمجھیں؟ ممبئی کے جلسے میں کانگریس نے کم ازکم پانچ لاکھ لوگوں کے درمیان یہ اعلان کیا کہ اگر اس کی سرکار بنی تو وہ بھارت کے مزدوروں کے لئے منریگا کے علاوہ بھی کئی اسکیموں کو متعارف کریگی جس سے ان کی حالات میں انقلابی تبدیلی ہوسکتی ہے۔ خاتون کو سرکار سے کچھ پیسے اس لئے دینے کی بات بھی کی گئی ہے تاکہ انہیں بھی یہ لگے کہ ہماری سرکار کی نظر میں کوئی اہمیت ہے۔ یقیناً یہ ابھی صرف کانگریس کی گارنٹی ہے لیکن مینی فیسٹو کے آنے تک انڈیا الائنس کی تمام پارٹیاں عوامی فلاح سے جڑے ان مدعوں پر متفق ہوتے ہوئے نظر بھی آئینگے۔ اور اس سب کے باوجود بی جے پی کے خریدے ہوئے چینل اور تنخواہ دار صحافیوں کا ایک سرگرم گروہ اس بات کے پرچار میں شدومد کے ساتھ لگا ہوا ہے کہ کانگریس عام انتخاب سے پہلے ہی ہتھیار ڈال چکی ہے۔ اور یہ سب اس لئے ہو رہا ہے کہ خود بی جے پی اپنے تمام حربوں کو آزمانے کے بعد بھی مطمئن نہیں ہو پارہی ہے کہ وہ کامیاب ہوگی بھی یا نہیں۔ تازہ معاملہ الیکٹورل بانڈ کا ہے جس نے سرکار کے سارے کس بل نکال دیئے ہیں اس سے نکلنا اس کے لئے یوں بھی مشکلات ہے کہ یہ معاملہ قیاس آرائیوں پر مبنی نہیں بلکہ شواہد کے ساتھ پبلک ڈومین میں ہے۔ اور اس کو جس طرح امت شاہ سمیت دوسرے لیڈر معمولی بنا کر پیش کررہے ہیں حقیقت اس کے برعکس ہے۔ کیونکہ معاملہ صرف الکٹورل بانڈ سے چندہ لینے کا نہیں اس کے لئے سرکاری ایجنسیوں کا استعمال کر کے دھمکی دلوانے کا معاملہ بھی شواہد کے ساتھ موجود ہے۔ اور کسی سرکار کے ذریعہ دھمکی دے کر وصولی کا یہ سنگین معاملہ بھی قیاس آرائی پر مبنی نہیں بلکہ حقیقت کی منہ بولتی تصویر ہے۔ اس عام انتخاب میں نریندر مودی جی کو پورے ملک میں ان سوالات کا جواب دینا ہوگا۔ اور وہاں چارسو پار کا نفسیاتی دباؤ کام نہیں آئے گا۔

Scanned with CamScanner

دل کی تبدیلی کے بغیر زندگی تبدیل نہیں ہوسکتی

مولانا رضوان احمد ندوی

اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام مخلوقات میں انسانوں کو سب سے افضل واشرف بنایا ہے، اس کو عقل وشعور کی نعمت عطا کی تا کہ وہ خیر وشر میں تمیز کرے، علم وفکر کی دولت سے نوازا تا کہ وہ تخلیقات ربانی پر غور وفکر کرے اور اپنے اندر اصلاح کا جذبہ ابھارے، غرضیکہ نوع انسانی کو حق تعالیٰ سبحانہ نے کئی حیثیت سے عزت اور بڑائی دے کر اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی ارشاد ربانی ہے کہ ’’ہم نے اولاد آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی وتری میں سفر کے لئے سواری دی اور پاکیزہ چیزیں بطور روزی عطا کیں اور اپنی بہت سی مخلوقات پر ان کو فضیلت دی۔ (بنی اسرائیل) جنھوں نے دنیا میں حق کو قبول کر کے اپنی فطری شرافت اور انسانی کرامت کو باقی رکھا جس کا جو حق تھا اس کے حق کو ادا کیا اور کسی کی عداوت ودشمنی، عدل وانصاف کی راہ میں رکاوٹ نہ بنے، ایسے لوگ قیامت کے دن اعزاز واکرام سے نوازے جائیں گے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اس زمین پر سراپا انس ومحبت بنا کر بھیجا کہ انسان آپس میں مل جل کر خوشگوار زندگی گزاریں، انسانی ہمدردی کی بنیاد پر قرابت داروں، غریبوں، بے کسوں محتاجوں اور مزدوروں کے ساتھ حسن سلوک کریں اور اس سلسلے میں کافر ومشرک اور مسلم میں کوئی تمیز روا نہ رکھیں، کسی کی بھی جان ومال اور عزت وآبرو پر حرف آرہا ہے تو اس کو بچائیں، انسانی حقوق کی حفاظت ونگہداشت کے لئے ظلم وجور سے بھری دنیا میں اسلام نے اعلان کیا کہ تمہارے خادم بھی تمہارے بھائی ہیں، ان کے ساتھ بھی حسن سلوک کرو، حدیث میں انسانی حقوق کی اتنی اہمیت بتائی گئی ہے کہ نیکیوں کی وجہ سے حقوق اللہ میں انسان سے جو خامی رہ گئی ہے، وہ تو معاف ہوسکتی ہے، مگر انسانی حقوق اس وقت تک معاف نہیں ہوسکتے جب تک خود صاحب حق اپنا حق معاف نہ کردے۔ اللہ کے رسول نے حجۃ الوداع ۱۰ ہجری کے موقع پر جو جامع خطبہ ارشاد فرمایا وہ انسانی حقوق کا اصل منشور ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے غلام تمہارے غلام ہیں جو خود کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ جو خود پہنو وہی ان کو پہناؤ، انسان تو انسان ہے۔ اسلام نے جانوروں کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ کرنے کی تاکید کی اور فرمایا کہ چوپایوں کے ساتھ نیکی کرنے میں بھی ہمارے لئے اجر وثواب ہے۔ گویا انسانی وحدت ومساوات اور احترام انسانیت کا جو پیغام اسلام نے دیا اس کے بغیر دنیا میں حقیقی امن وسکون قائم نہیں ہوسکتا۔

مگر افسوس یہ ہے کہ آج ہماری نگاہوں پر تعصب کا موٹا پردہ حائل ہوگیا ہے اور ہم اپنے مقام ومنصب کو فراموش کر بیٹھے ہیں، آج کے انسان نے اپنے معیار اخلاق وشرافت کو چھوڑ دیا۔ وہ جانوروں کی سطح پر آگیا، ساری اخلاقی تعلیمات اور مذاہب وادیان کے منشور کو بالائے طاق رکھ دیا ہے اور انسانوں کے ہی خون کا پیاسا بن بیٹھا، عدل وانصاف کے تمام پیمانوں کو بدل دیا اور خود ساختہ منصف بن گیا، اس کے اندر خود غرضی اور نفس پرستی کا رجحان بڑھ گیا، جاہلی ثقافت کو پروان چڑھانے لگا، ایسے نازک حالات میں آج انسانیت کراہ رہی ہے، سسک رہی ہے، انسانیت پوری طرح پامال ہوتی نظر آرہی ہے، یہی وہ بنیادی اسباب ہیں جن کی وجہ سے انسانیت روحانی سکون واطمینان کی دولت سے محروم ہوتی جارہی ہے اور اب اس کی تلاش باہر کی دنیا میں ہورہی ہے یعنی انسانیت کی قسمت اندر سے بگڑی ہوئی ہے اور زمانے کے لال بجھکڑ اس کو باہر کی دنیا میں تلاش کررہے ہیں۔ حالانکہ جب تک دل کے اندر ایثار ومحبت اور ہمدردی کا جذبہ پیدا نہ ہوگا انسانیت کی صلاح وفلاح ناممکن ہے۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا یہ جملہ یاد آتا ہے کہ پیغمبر انسان کے اندر تبدیلی پیدا کرتے ہیں، وہ نظام بدلنے کی اتنی کوشش نہیں کرتے، جتنا مزاج بدلنے کی کوشش کرتے ہیں، نظام ہمیشہ مزاج کا تابع رہا ہے، اگر دل نہیں بدلتا، مزاج نہیں بدلتا تو کچھ نہیں بدلتا، لوگ کہتے ہیں کہ دنیا خراب ہے، زمانہ خراب ہے، میں کہتا ہوں کہ یہ کچھ نہیں بلکہ انسان خراب ہے، کیا زمین کی حالت میں فرق پڑ گیا، کیا ہوا کا اثر بدل گیا، کیا سورج نے گرمی اور روشنی دینی چھوڑ دی، کیا آسمان کی حالت تبدیل ہوگئی، کس کی فطرت میں فرق پڑ گیا، زمین اسی طرح سونا اگل رہی ہے، اس کے سینے سے اسی طرح اناج کا ذخیرہ ابل رہا ہے، پھلوں کے ڈھیر نکل رہے ہیں، لیکن تقسیم کرنے والے پاپی ہوگئے، یہ ظالم جب اپنی ضروریات کی فہرست بناتے ہیں تو اخبارات کے صفحات اس کیلئے تنگ اور دفتر کے دفتر ان کے لئے کم پڑ جاتے ہیں اور جب دوسروں کی ضروریات پر سوچتے ہیں تو ساری علم معاشیات کی قابلیت کا کمال اس کے مختصر کرنے میں صرف کردیتے ہیں۔ جب تک یہ رجحان نہیں بدلتا، انسانیت کراہتی رہے گی۔ پیغمبر دلوں میں انجکشن لگاتے ہیں، لوگ باہر کی ٹیپ ٹاپ کرتے .پ ٹاپ کرتے ہیں۔ اور اسی پر سارا زور صرف کرتے ہیں، پیغمبر اندر کے گھن کی فکر کرتے ہیں، آج ساری دنیا میں یہی ہورہا ہے۔ انسانیت کا درخت اندر سے خشک ہوتا چلا جارہا ہے، کیڑا اس کے گودے کو کھائے چلا جارہا ہے، لیکن زمانے کے بقراط اوپر سے پانی چھڑکوا رہے ہیں، درخت کے اندر سرسبزی اور اس کے نشو ونما کی جو قوت تھی وہ ختم ہوچکی ہے لیکن پتیوں کو سرسبز کرنے کو ہوا میں پہنچائی جارہی ہیں، پانی چھڑکا جارہا ہے کہ خشک پتے ہرے ہوں، پیغمبروں نے انسان کو انسان بنانے کی کوشش کی، انہوں نے اسے ایمانی انجکشن دیا اور کہا کہ اسے بھولے بھالے انسان اپنے پیدا کرنے والے کو پہچان اور سوتے جاگتے، چلتے پھرتے اسے نگراں مان (پیام انسانیت (۲) آج اسی کی ضرورت ہے کہ دنیا کے امن پسند لوگ دل کے بگاڑ کی اصلاح کی فکر کریں، اس کے اندر انسانی حمیت وغیرت کو بیدار کریں اور بیمار ذہنیت کے فکر ونظر کے زاویے کو بدلیں تاکہ قافلہ انسانیت کی نیا طوفانی موجوں سے نکل کر ساحل مراد تک پہنچ سکے اور اس کے نتیجے میں دنیا حقیقی معنی میں جنت کا نمونہ بن سکے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے کہ انسانیت کے احترام کے لئے ہم ہر جہت سے جدو جہد کرتے رہیں۔ علامہ اقبال نے کہا۔ ؎

ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوع انساں کو
اخوت کا بیاں ہوجا، محبت کی زباں ہو جا

بہار میں لوک سبھا انتخابات دلچسپ ہونے کی امید

شاھد اقبال

لوک سبھا انتخابات کی گہما گہمی تیز ہوچکی ہے، میٹنگ اور سیاسی جلسوں کا دور شروع ہوچکا ہے کہیں امیدواروں کا اعلان ہورہا ہے تو کہیں روٹھے لیڈروں کو منانے اور پارٹی میں شامل کرنے کا دور بھی جاری ہے۔ عام انتخابات میں سب کی نگاہیں بہار پر ٹکی ہوئی ہیں۔ کیونکہ 2019ء کے لوک سبھا انتخابات میں بہار کی 40 سیٹوں میں سے 39 پر این ڈی اے کو کامیابی ملی تھی، جس میں نتیش کمار کو 16 بی جے پی کو 17 اور لوک جن شکتی پارٹی کو 6 سیٹوں پر کامیابی حاصل ہوئی تھی اور مرکز میں این ڈی اے کی حکومت بنانے میں بہار کا اہم رول تھا۔ خاص بات یہ ہے کہ اس وقت رام ولاس پاسوان باحیات تھے اور ان کی پارٹی بھی ایک ہی تھی مگر اب دو حصوں میں بٹی ہوئی ہے۔ 2024ء کے لوک سبھا انتخابات میں این ڈی اے میں بہار سے بی جے پی، جے ڈی یو، لوک جن شکتی پارٹی آر، اندر کشواہا کی پارٹی اور جیتن رام مانجھی کی ہم بھی شامل ہے۔ ایسے میں این ڈی اے نے بہار میں لوک سبھا انتخابات کے لیے سیٹوں کا اعلان تو کردیا کہ کونسی پارٹی کتنی سیٹوں پر اپنے امیدوار کھڑے کرے گی لیکن اپنی پرانی اتحادی کو متحد رکھنا آسان نہیں۔ کیونکہ سیٹوں کا اعلان ہوتے ہی پشوپتی کمار پارس نے وزارت کے عہدہ سے استعفیٰ دے کر واضح کردیا کہ وہ دوسرے پارٹنر کی تلاش میں ہیں، دوسری طرف این ڈی اے میں شامل اوپیندر کشواہا کے بارے میں بھی کہا جارہا ہے کہ ایک سیٹ ملنے سے وہ بھی ناخوش ہیں اور انہیں منانے کی کوشش بڑے پیمانے پر جاری ہے۔ باخبر ذرائع کے مطابق اوپندر کشواہا اپنے لیے دو سیٹوں کی مانگ کررہے تھے لیکن جب اعلان ہوا تو ان کے حصے میں صرف ایک سیٹ آئی۔ اس سے وہ کافی ناراض ہیں۔ سیاسی ماہرین کا ماننا ہے کہ جس دن نتیش کمار این ڈی اے میں شامل ہوئے اسی دن سے اوپندر کشواہا کو لگنے لگا تھا کہ ان کو آگے پریشانی ہوگی اور ایسا ہی ہوا۔ حالانکہ بی جے پی کے بڑے لیڈران ان کو یہ یقین دلانے میں کامیاب رہے کہ ان کے ساتھ کسی طرح کی ناانصافی نہیں ہوگی جس کی وجہ سے کشواہا کسی دوسرے اتحاد میں شامل نہیں ہوئے اور اب کہا جارہا ہے کہ وہ کافی ناراض ہیں۔ دوسری جانب 2024ء کے لوک سبھا انتخابات میں جیت حاصل کرنے کے لیے وزیر اعظم نریندر مودی اور امت شاہ کسی بھی پارٹی سے اتحاد کرنے میں گریز نہیں کررہے ہیں کیونکہ ان کی نگاہ میں جیت حاصل کرنا ہر حال میں ضروری ہے۔ جیتن رام مانجھی کے بارے میں کہا جارہا ہے کہ ایک سیٹ ملنے سے وہ بھی ناراض تھے لیکن انہیں منالیا گیا ہے اور این ڈی اے میں رہ کر انتخاب لڑنے کی تیاری بھی شروع کردی ہے۔ وی آئی پی پارٹی کے لیڈر مکیش سہنی کے بارے میں بھی کہا جارہا ہے کہ وہ بھی این ڈے میں شامل ہوکر سیٹ کا انتظار کررہے تھے لیکن بی جے پی نے ان کی طرف کوئی توجہ ہی نہیں دی جس سے سہنی کے بارے میں بھی کہا جارہا ہے کہ وہ بھی کافی ناراض ہیں اور لوک سبھا انتخاب میں بی جے پی کو سبق سکھانے کی قسمیں کھارہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بی جے پی نے پہلے ہماری پارٹی کے لیڈران کو توڑ کر ہماری بےعزتی کی اور اب ہمیں شامل نہ کرکے ملاح سماج کی جو بےعزتی کی ہے اس کا خمیازہ انہیں آنے والے انتخاب میں بھگتنا پڑسکتا ہے۔ بہار میں این ڈی اے کے سیٹ شیئرنگ کے اعلان سے جو سیاسی ہلچل تیز ہوئی ہے مہا گٹھ بندھن اس کا فائدہ اٹھانے کی کوشش میں ہے۔

پیغمبروں کی تعلیم زندگی کی صحیح اساس ہے

پیغمبروں کو خدا کی طرف سے جو ابدی علوم وحقائق اور اخلاق وتمدن کے جو قطعی اصول وقواعد حاصل ہوتے ہیں، ان کے بغیر نہ کسی صحیح زندگی کی تعمیر ہوسکتی ہے نہ کسی صحیح تمدن کی تاسیس، نہ اخلاق نہ تہذیب، نہ نفس کا تجزیہ، زندگی کی تاریکیوں میں انھیں کی تعلیم ہی تنہا ایک روشنی ہے، جہاں یہ روشنی نہ پہنچے یا پہنچ کر کسی سبب سے گل ہوجائے وہاں کی تاریکی کو کسی مصنوعی روشنی سے روشن نہیں کیا جاسکتا، اسی کا نام ’’جاہلیت ہے، خواہ وہ کسی عہد میں پائی جائے اور وہ کیسے ہی انسانی علوم وفنون کی ترقی کا عہد ہو، دنیا کا سب سے بڑا علم جس سے علم کے سارے چشمے پھوٹے ہیں، خدا کی معرفت ہے، جس کے بغیر نہ اس دنیا کا معمہ حل ہوتا ہے، نہ انسان کی اپنی معرفت حاصل ہوتی ہے، خدا کی معرفت انسان کی فطرت میں ودیعت ہے، لیکن اس خوابیدہ قوت کو بیدار کرنے کے لیے اکثر اوقات انبیاء کی تحریک ضروری ہوتی ہے اور اسکی وضاحت تصحیح کے لیے ان کی رہنمائی ہمیشہ ضروری ہوتی ہے، اس کے لیے نہ سلامت فہم کافی ہے، نہ سلامت فطرت، نہ ذکاوت اور سرعت وتدارک وبڑے سے بڑا غور ومطالعہ، ہر زمانہ میں لاکھوں، کروڑوں سلیم الفہم وسلیم الفطرت انسان پیغمبروں کی تحریک کے بغیر اس حقیقت کا ادراک نہ کرسکے یا اس کا کچھ ادراک کرنے کے بعد وہ بعض ایسی شدید غلط فہمیوں اور نادانیوں میں مبتلا ہوگئے، جنہوں نے ان کو اس عمل سے مستفید ہونے سے باز رکھا۔

(مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ، ’’رسالت‘‘ بسلسلہ مضامین قرآن ص ۱۹)

Scanned with CamScanner

دستاویزات کی درستگی؛ وقت کی اہم ترین ضرورت!

مفتی احمد عبید اللہ یاسر قاسمیؔ

سی اے اے جیسا کالا قانون پاس ہوگیا، پرسنل لا میں مداخلت کی گئی، بابری مسجد قضیہ میں انصاف کے منہ پر کالک پوتی گئی، اور جمہوریت کے پس منظر میں عوام پر آمرانہ اور جابرانہ قوانین مسلط کئے گئے جسکے لیے ملک گیر احتجاجات ہوئے لیکن کسی پر کچھ اثر نہیں ہوا آج بھی بھگوائی علمبردار اس ملک کے اقلیتوں کو یہ سمجھا رہے ہیں کہ سی اے اے سے اقلیتوں بالخصوص مسلم کمیونٹی کو کوئی نقصان نہیں، یہ قانون صرف شہریت دینے کے لیے ہے، نہ کہ کسی کی شہریت لینے کے لیے جبکہ وزیر داخلہ بار بار یہ کہتے ہوئے نظر آئے ہیں کہ ''ہم شہریت ترمیمی قانون سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے''، نیز ''جسے جتنی مخالفت کرنی ہے کرے، لیکن سی اے اے واپس نہیں ہوگا''۔

آپ خود سنجیدگی سے فیصلہ کریں اور سوچیں کہ نفرت کی سیاست کرنے والے حکمرانوں کے لئے بقائے جمہوریت کی کچھ اہمیت ہے بھی یا نہیں؟ اپنی سیاست کی خاطر شر وفساد کو بڑھاوا دینے والوں سے ہمدردی و باہمی رواداری کی امید رکھی جاسکتی ہے؟ آستھا کے نام پر انصاف کو پیروں تلے کچل دینے والوں سے منصفانہ سلوک کی توقع ممکن ہے؟ نہیں! تو پھر ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم انکے مقابلہ کیلئے کمر بستہ ہوجائیں! اور اس نازک دور اور پرفتن وقت میں اپنے اندر انابت ورجوع الی اللہ کی صفت پیدا کریں نیز جذبات کو بالائے طاق رکھ کر صبر وتحمل اور دوراندیشی سے کام لیتے ہوئے خدارا اس ملک کے معتبر دستاویزات کو فوری طور پر درست کرنے کا مکمل اہتمام کریں، یہ کام اس وقت نہایت ضروری ہے۔ دستاویزات کی تیاری کیسے کریں! مندرجہ ذیل اہم کاموں کی طرف فوری توجہ کی ضرورت ہے:

(۱) اپنے گھر میں موجود ہر فرد کی تاریخ پیدائش نوٹ کرلیں (۲) ان تاریخ پیدائش کو تین حصوں میں تقسیم کرلیں۔ الف) وہ جو یکم جولائی 1987 سے پہلے پیدا ہوئے۔ ب) وہ جو یکم جولائی 1987 اور 31 دسمبر 2004 کے درمیان پیدا ہوئے۔ ج) وہ جو 31 دسمبر 2004 کے بعد پیدا ہوئے (۳) جو لوگ یکم جولائی 1987 سے پہلے پیدا ہوئے ہیں، وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ ان کے پاس پیدائش کا سٹرفکیٹ یا پاسپورٹ میں سے کوئی ایک لازمی طور پر ہو۔ اگر ان میں سے کوئی ایک ان کے پاس موجود ہے تو، ان کو پیدائشی طور پر براہ راست ہندوستانی مانا جائے گا۔ ان کو کسی اور ثبوت کی ضرورت نہیں ہے (۴) یکم جولائی 1987 کے بعد پیدا ہونے والے تمام افراد اس بات کو یقینی بنائیں کہ ان کے پاس پیدائش کا سٹرفکیٹ ضرور موجود ہو۔ اگر ان کے پاس پیدائش کا سٹرفکیٹ ہے تو (الف) والدین میں سے کوئی ایک جو جولائی 1987 اور دسمبر 2004 کے درمیان پیدا ہوا ہے وہ ہندوستانی ہونا چاہیے (ب) ان کے والدین میں سے کسی کا سن پیدائش یا نام، پیدائش کے سٹرفکیٹ اور پاسپورٹ پر یکساں ہونا چاہیے۔ اگر ایسا ہے تو، وہ بھی نسل کے لحاظ سے ہندوستانی مانے جائیں گے۔ کسی اور ثبوت کی ضرورت نہیں ہے (۵) 31 دسمبر 2004 کے بعد پیدا ہونے والے افراد کے والدین اگر (شہریت ایکٹ 1955 کے مطابق) ہندوستانی ہوں اور ان کے نام ان کے سٹرفکیٹ سے میچ ہور ہے ہوں تو وہ بھی نسلا ہندوستانی ہیں۔ کسی اور ثبوت کی ضرورت نہیں ہے۔

مذکورہ تفصیلات کی بنیاد پر ہر شخص اپنے گھر کا جائزہ لے اور ان لوگوں کی فہرست بنالے جن کے پاس پاسپورٹ یا پیدائش کا سٹرفکیٹ نہیں ہے۔ پاسپورٹ بنوانے کے لیے: آدھار کارڈ، پین کارڈ اور راشن کارڈ کے ذریعہ پاسپورٹ بنوایا جاسکتا ہے۔ یہ زیادہ مشکل کام نہیں ہے۔ پیدائش کا سٹرفکیٹ بنوانے کے لیے:

(الف) اگر آپ کی پیدائش اسپتال میں ہوئی ہے تو، اس علاقہ/ گاؤں/ تعلقہ/ کارپوریشن آفس جائیں جہاں وہ اسپتال واقع ہے اور اپنی تفصیلات کے ساتھ وہاں درخواست دیدیں۔ یہ کام بھی آسانی سے ہوجاتا ہے۔ اس کی فیس صرف ۲۰۰ روپئے ہے۔

(ب) اگر آپ گھر میں پیدا ہوئے ہیں تو، نوٹری تصدیق کے ساتھ ایک حلف نامہ تیار کرلیں کہ آپ کے پاس پیدائش کا سٹرفکیٹ نہیں ہے۔ پھر اسے اپنے گاؤں/ تعلقہ/ کارپوریشن آفس میں جمع کردیں۔ اس آفس سے آپ کو اس بات کا ثبوت فراہم کیا جائے گا کہ آپ کے پاس واقعی میں پیدائش کا سٹرفکیٹ نہیں ہے۔ اس ثبوت کو آپ ڈسٹرکٹ کورٹ میں جمع کروادیں۔ وہاں آپ سے 200 روپئے سالانہ کے اعتبار سے جرمانہ وصول کرکے سٹرفکیٹ فراہم کردیا جائے گا۔

یہ کام توکل کے خلاف نہیں بلکہ عین توکل ہے، ان حالات کے باوجود بعض لوگ دستاویزات کی تیاری کو بالکل اہمیت نہیں دے رہے ہیں اور پوچھنے پر یہ بتاتے ہیں کہ یہ کام توکل کے خلاف ہے ایسے لوگوں پر تو بس اللہ ہی رحم فرمائے جو اپنی سستی کو توکل کا نام دے کر فی الحال خود بھی اپنے پیروں پر کلہاڑی مار رہے اور آئندہ اپنے اعزاء و اقارب کے لیے وبال جان کا سبب ہوں گے؛ لہذا اپنے تمام دستاویزات بالخصوص برتھ سٹرفکیٹ، آدھار کارڈ، پین کارڈ، راشن کارڈ، تعلیمی اسنادات، زمینی کاغذات پرانے پاسپورٹ وغیرہ میں ناموں کی غلطیوں کو درست کرنے کی لازمی کوشش کریں اور اسکے ساتھ ساتھ کتاب وسنت پر عمل اور سلف صالحین کی پاکیزہ سیرت کا مطالعہ کریں اسلامی قوانین پر عمل آوری کو یقینی بناتے ہوئے برادران وطن کے ساتھ حسن سلوک فروغ دیں۔ اللہ ہم سب کا حامی وناصر ہو! اور اس ملک میں امن وامان باقی رہے۔ آمین۔

اب کی بار چار سو پار- کتنی حقیقت کتنا فسانہ؟

انجینئر خالد رشید علیگ

راہل کی نیائے یاترا اختتام پذیر ہوچکی ہے۔ گٹھ بندھنوں نے آخری شکل اختیار کرلی ہے اور ان قیاس آرائیوں کا دور بھی ختم ہوا چاہتا ہے کہ کونسی پارٹی کس کے ساتھ جارہی ہے، وکاس کی ریوڑیاں بھی بٹ چکی ہیں، ہزاروں کروڑ کی ترقیاتی اسکیموں کا اعلان ہوچکا ہے، اپوزیشن کا دعوی ہے کہ اب کی بار ووٹر پانچ کلو اناج کے جھانسے میں نہیں آنے والا ہے وہ سمجھ گیا ہے کہ یہ سارا معاملہ ایک جیب سے مال نکال کر دوسری جیب میں کچھ سکے ڈالنے کا جادو ہے۔ بات بالکل ایسی ہے کہ جسٹس سوامی ناتھن کو بھارت رتن اور سوامی ناتھن کی سفارشات کی مانگ کرنے والے کسانوں پر آنسو گیس، دوسری طرف گودی میڈیا اور بھگتوں کی ایک فوج ہے جو اب کی بار چار سو پار کا نعرہ لگا رہی ہے اور کسی بھی حالت میں چار سو سے نیچے آنے کا نام سننے کو تیار نہیں ہے، ان بھگتوں کو بقول رویش کمار گودی میڈیا کا پورا تعاون مل رہا ہے، کیونکہ ملین ڈالر کا سوال ہے۔ ان کے مطابق چار سو پار کا نعرہ اتنا ہی حقیقی ہے جتنا کہ ہر کھاتے میں پندرہ لاکھ کا آنا یعنی یہ بھی ایک چناوی جملہ ہی رہ جائے گا۔

کیا حقیقت میں این ڈی اے 400 پار کر پائے گی؟ یہ وہ سوال ہے جس کا جواب ہر سیاسی مبصر تلاش کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ ادھر بہار میں پپو یادو کی پارٹی کانگریس میں ضم ہوگئی ہے، کنور دانش علی بھی کانگریس کا ہاتھ تھام چکے ہیں، دوسری طرف کجریوال جی کو ای ڈی نے گرفتار کرکے اپنے اس پیغام کو واضح کردیا ہے کہ ملک میں سام دام دنڈ بھید والا کھیل جاری رہے گا، گزشتہ سال پانچ ریاستوں کے نتائج اور سیاسی تجزیہ نگاروں کے اندازوں کے برے انجام تک پہنچنے کے بعد یہی کہنا مناسب ہوگا کہ سیاست میں کچھ بھی ممکن ہے اور یہاں کسی قسم کی کوئی پیشین گوئی محض ایک نہ سمجھی ہوتی ہے لیکن اسکے بعد بھی کافی پانی بہہ چکا ہے، رام مندر کی دھن نے بھکتوں کے ذہنوں کو جس طرح ہپنوٹائز کیا ہے، اس کی مثال ماضی میں کم سے کم ہماری نسل نے تو نہیں دیکھی ہے، دوسری طرف وزیر اعظم تابڑ توڑ مختلف ریاستوں کے دورے کرکے سرکاری اسکیموں کا جس طرح اعلان کر چکے ہیں، اس کا بھی کچھ نہ کچھ اثر تو ہوگا ہی، اس کے علاوہ جگہ جگہ کانگریس اور اس کے لیڈروں کو بی جے پی میں شامل کرنے کی قواعد چل رہی ہے جس کی تازہ مثال ہماچل پردیش ہے، اس سے تو ایسا ہی لگتا ہے جیسے حزب اختلاف کو انتخابی تاریخ کے سب سے مشکل دور کا سامنا ہے، اسکے باوجود اگر ملک کے سیاسی منظرنامے پر نظر ڈالیں تو اب کی بار چار سو پار کا نعرہ انتخابی جملے سے زیادہ کچھ نہیں لگتا۔ عوام کو بخوبی یاد ہے کہ دہلی کے صوبائی انتخابات میں اب کی بار 50 پار کا نعرہ لگانے والی بی جے پی کو 70 میں سے صرف 7 نشستیں مل سکی تھیں۔ ویسے تو ابھی انتخابات کا ہنگامہ شروع ہوا ہے، اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا یہ کہنا مشکل ہے، لیکن اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ عوام کے اپنے مسائل ہیں، بے روزگاری ماضی کے بھی ریکارڈ توڑ چکی ہے مہنگائی دن بدن بڑھتی جارہی ہے، ملک کی خارجہ پالیسی بری طرح ناکام ہے، حال ہی میں غیر ملکی میڈیا نے کجریوال کی گرفتاری پر جس طرح کا ردعمل ظاہر کیا ہے اس سے سبھی واقف ہیں، چین نہ صرف ملک کے اندر گھس چکا ہے بلکہ ہر طرف سے ملک کو گھیر چکا ہے، سری لنکا، نیپال، بھوٹان، مال دیپ اور برما ہندوستان کے سارے پڑوسی چین کی گود میں پاکستان کا تو ذکر ہی غیر مناسب ہے وہ تو کئی دہائیوں سے چین کی گود میں بیٹھا ہے الیکشن کے نتائج آنے میں دو ماہ کا وقت باقی ہے جو کسی بھی سیاسی منظرنامے کو بدلنے کیلیے ایک طویل مدت ہوتی ہے اس دوران کون کون اپنی سیاسی وفاداریاں بدلے گا کتنے راج بھر اور سوامی پرساد بی جے پی کی موسیقی پر رقص کریں گے، مایاوتی کا ہاتھی بھی کسی کو کچلے گا، کسان بھی ابھی سڑکوں پر ہیں اروند کجریوال جیل چلے گئے ہیں، لہذا یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ابھی تو پارٹی شروع بھی نہیں ہوئی ہے لیکن اگر ملک کے سیاسی منظرنامہ پر ایک سرسری نظر ڈالی جائے تو جملہ ہی لگتا ہے، ملک کی کم از کم 7، 8 ریاستیں ایسی ہیں جہاں بی جے پی کے لیے 2019 کی کارکردگی دہرا پانا بہت مشکل ہے، جن میں بہار، مہاراشٹر، بنگال، کرناٹک، دہلی، ہریانہ، تلنگانہ اور کسی حد تک ہماچل کو شامل کیا جاسکتا ہے سیاسی مبصرین کے خیال میں ان ریاستوں میں بی جے پی کو کم از کم 60 سیٹوں کا نقصان اٹھانا پڑ سکتا ہے، باقی ریاستوں میں اگر صورت حال 2019 جیسی بھی رہتی ہے جو کہ بہت مشکل کام ہے تو بھی 2019 کی 303 نشستوں میں تقریبا 60 نشستوں کا نقصان بی جے پی کو اٹھانا پڑ سکتا ہے۔ بی جے پی پوری کوشش کرے گی کہ عوامی مسائل کو رام مندر کے قالین کے نیچے دبا کر ایک بار پھر مذہبی منافرت کا ماحول پیدا کرکے اکثریت حاصل کرلے مگر یہ کام اتنا آسان بھی نہیں ہے اور شاید یہی وجہ کے کہ وہ زور شور سے اب کی بار چار سو پار کا نعرہ لگا رہی ہے۔ کچھ لوگوں کی خوش فہمی یہ بھی ہے کہ مودی حکومت کے خلاف ایک انڈر کرنٹ ہے جو انتخابی نتائج میں غیر معمولی تبدیلی بھی لا سکتا ہے۔ بظاہر تو اس کے آثار نظر نہیں آتے، لیکن سیاسی زبان میں انڈر کرنٹ اسی طوفان کو کہا جاتا ہے جو اوپر سے دیکھا نہیں جاسکتا۔

Scanned with CamScanner

فاروق اعظمؓ کی شخصیت کا راز

پروفیسر بدر الدین الحافظ

(مصری ادیب عباس محمود العقاد کی تالیف ''عبقریۃ عمرؓ'' کے ایک باب ''مفتاح شخصیتہ'' کا ترجمہ وتلخیص)

حضرت عمر فاروقؓ اپنے وقت کے ایک جری شجاع بہادر غیر معمولی دانشمند، عادل اور رحمدل انسان تھے، ان کی ذکاوت، اصول پسندی، معاملہ فہمی نے انھیں اپنے ہمعصروں کے درمیان ایک امتیازی حیثیت عطا کی تھی۔ مگر ان کی شخصیت کے راز اور فکر کی گہرائیوں تک پہونچنے کے لیے اگر فلسفیانہ انداز سے تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان کی ایمانی قوت اور کامل وثوق کے ساتھ ان کے رگ وریشہ میں سما جانے والی قلبی تصدیق کی بھرپور طاقت ان کے وجدان اور ہمہ جہت افکار پر حاوی ہو چکی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے عادلانہ فیصلے اور بے جھجک گفتگو میں وہی طاقت نمایاں رہتی تھی اسی لیے وہ ہر طاقت وسطوت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتے تھے۔ ان کی سماعت، بصارت قوت گویائی سب اسی کے تابع تھی۔ اسی لیے اس شخصیت سے صادر ہونے والا ہر عمل صدق وصفا اور اخلاص کا پیکر بن جاتا تھا۔

حضرت عمرؓ نے ایک مثالی فوجی کا مزاج پایا تھا۔ وہ اسلام کے ایک سچے سپاہی کی تصویر تھے جس طرح ایک سپاہی اور ایک فوجی میں شجاعت وحوصلہ، وطن کی عزت وناموس پر مر مٹنے کا جذبہ، اپنی سرحدوں کی حفاظت کی خاطر جان قربان کر دینے کی تڑپ، اور کامیابی حاصل ہونے تک اپنے مقصد میں رکاوٹ بننے والی ہر قوت سے ٹکر لینے کا جوش ہوتا ہے، حضرت عمرؓ اس سپاہی کی جیتی جاگتی تصویر تھے وہ بیک وقت ایک عسکری کی صفات سے متصف، خلافت کے سب سے عظیم منصب امیر المومنین کے عہدہ پر فائز تھے اور اس عہدہ پر رہتے ہوئے ان کی نگاہ مسجد کے نمازیوں، بازار کے تاجروں، مختلف صوبوں کے گورنروں، بہت سے محاذوں پر دشمن سے نبرد آزما فوج کے سپہ سالاروں پر رہتی تھی، ان کی حیات مقدسہ کا ایک ایک ورق الٹتے جایئے اور دیکھتے جایئے وہ کہاں کس صورت میں نظر آتے ہیں۔ خلیفہ اول کی جدائی کے بعد انھیں منصب خلافت پر فائز کیا جاتا ہے تو منبر کی بالائی سیڑھی سے اتر کر درمیانی سیڑھی پر تشریف رکھتے ہیں، یہ ہے صدیق اکبرؓ کی عظمت واحترام کا پاس ولحاظ۔ مسجد میں امامت فرماتے ہیں تو اس وقت تک تکبیر نہیں کہتے ہیں جب تک تمام صفیں برابر نہ ہو جائیں بلکہ اپنی طرف سے ایک وکیل مقرر کرتے ہیں جو نمازیوں کی صحیح صف بندی کرانے میں تعاون کرے۔ رمضان المبارک میں مسجد میں تشریف لاتے ہیں اور تراویح کے لیے لوگوں کو الگ الگ ٹکڑیوں میں ایک امام کے پیچھے دیکھ کر حکم دیتے ہیں کہ ایک جماعت میں ایک قاری کی قیادت میں نماز ادا کریں تا کہ نماز قومی اجتماعیت کا مظہر معلوم ہو۔ بازار سے گزرتے ہیں تو دکانوں کے بڑھے ہوئے حصوں کو توڑ دیتے ہیں اور تاجروں کو درّہ کے ذریعہ متنبہ کرتے ہیں کہ رہ گزر کو آنے جانے والوں کے لیے پریشان کن نہ بنائیں۔ صوبوں کے گورنروں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو حکم دیتے ہیں کہ عیش پرستی سے گریز کریں، اپنی مجلسوں میں تکیہ کا استعمال نہ کریں۔ حضرت عمرو بن العاصؓ کو لکھتے ہیں کہ اپنی مجلس میں تکیہ لگا کر نہ بیٹھو اور راور عوام کا طریقہ اختیار کرو۔ عوامی صحت اور تندرستی کی طرف رخ کرتے ہیں تو وہی فوجی اصول سمجھاتے ہیں کہ بدن کو مٹاپے سے بچاؤ، کیونکہ مٹاپا ایک طرح کی رکاوٹ اور بندش ہے، پیٹ کے بڑھنے سے نماز میں کسل آجاتا ہے کاہلی پیدا ہوتی ہے اور بیماریوں کا اندیشہ بڑھتا ہے اسی طرح آپ سنجیدگی اور متانت کا حکم دیتے اور ہنسی مذاق سے منع فرماتے، آپ فرمایا کرتے جس میں ہنسی کی کثرت ہوتی ہے اس کا رعب چلا جاتا ہے۔ آپ چلتے تو تیز قدموں سے جس طرح فوجی چلتے ہیں۔ آپ تیراندازی، تیراکی، گھوڑسواری اور کشتی کی طرف رغبت دلاتے، گویا نوجوانوں کو اس دور کے ہر جوہر سے آراستہ کرنا چاہتے تھے، فاروق اعظمؓ کسی اسکول، کالج یا باضابطہ تعلیم گاہ پڑھے ہوئے نہ تھے، نہ کسی تربیت گاہ میں ٹریننگ لی تھی، وہ جو کچھ تھے ان کی صلاحیت خداداد اور تعلیم وتربیت گھریلو تھی، مگر جب جہالت اور بے دینی کی زندگی سے نکل کر آغوشِ رسولؐ میں پناہ لی تو ضیاء ایمانی نے ان کی ذاتی صلاحیتوں کو چار چاند لگا دیئے اور تاریخ اسلام کا درخشندہ ستارہ بن کر چمکے۔

محکمہ جاتی نظام اور دفتری امور: آپ نے جب زمام خلافت سنبھالی تو دفتری نظام کی طرف توجہ دی اور پھر اس میں ایسی اصلاحات فرمائیں کہ اس سے قبل عرب دنیا اس سے آشنا نہ تھی۔ مختلف معاملات کے لیے الگ محکمے قائم کیے، مردم شماری کا طریقہ رائج کیا۔ اور خاص طور پر جن مردوں، عورتوں بچوں کو بیت المال سے وظائف ملتے تھے ان کے رجسٹر بنوائے، اس کے علاوہ آپ خود بھی ان تمام لوگوں کے نام اور پتوں سے بخوبی واقف رہتے تھے۔ مجاہدین کی صلاحیتوں کے مطابق ان کے مراتب مقرر کیے اور اس کی تقسیم تیراندازی، شمشیر زنی، گھوڑسواری اور تیز دوڑنے کی صلاحیت کے مطابق کی۔ مجاہدین اور ان کی اولاد میں ملازمتیں یا وظائف دینے کے لیے تقدیم وتاخیر کا پورا لحاظ رکھا، سب سے پہلے غزوہ بدر میں شریک ہونے والے اس کے بعد صلح حدیبیہ کے شرکاء اس کے بعد ان مجاہدوں کو رکھا گیا جو حضرت ابو بکرؓ کے زمانے میں مرتدین کی جنگوں میں شامل ہوئے تھے پھر روم اور ایران کی جنگوں کے مجاہدین اور اسی طرح یکے بعد دیگرے لوگوں نے مقام حاصل کیا۔

فوجی گروپ بندی: فوج میں دس دس مجاہدوں کی ایک ٹکڑی مقرر کی، اس کے علاوہ بڑے گروپ بنائے جن کو آج کی اصطلاح میں اسکویڈرن یا بٹالین کہا جاتا ہے، کمانڈر اور رہبر بنائے تا کہ منظم طریقہ پر فوج اپنی کارکردگی انجام دے سکے۔

فاروق اعظمؓ کے دینی جذبات: آپ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ تو مشہور ہے مگر دینی جذبات سے سرشار ہو کر آپ ایک مومن کو کیسا جامع انسان دیکھنا چاہتے تھے اس کو آپ کے مندرجہ ذیل مواعظ ونصائح میں دیکھا جا سکتا ہے۔ آپؓ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ کسی کے روزوں نمازوں کی طرف مت دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ جب وہ بات کرے تو سچ بولے، جب اس کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو پوری پوری ادا کردے اور اگر کبھی کسی معصیت کا ارادہ ہو جائے تو متقی ثابت ہو۔ ایک دوسرے موقعہ پر آپؓ نے دنیا وآخرت کے بارے میں فرمایا، تم میں سب سے بہتر آدمی وہ نہیں ہے جو صرف آخرت کے لیے کام کرے اور دنیا کو چھوڑ دے یا صرف دنیا کی خاطر کام کرے اور دین کو بالکل ترک کردے بلکہ سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو اس سے لے اور اس سے لے اور نقصان کی بات یہ ہے کہ کسی کام میں بھی حد سے تجاوز کرے اور ضرورت سے زیادہ خواہش رکھے۔ توکل اور عمل کے ضمن میں آپ نے فرمایا متوکل وہ شخص ہے جو زمین میں دانہ ڈالے پھر خدا پر بھروسہ رکھے، تم میں سے کسی شخص کو یہ نہیں کرنا چاہئے کہ طلب رزق کی جدوجہد سے بیٹھ جائے اور پھر کہے اللہ مجھے رزق دے۔ کیونکہ تم یہ اچھی طرح جانتے ہو کہ آسمان نہ سونا برساتا ہے نہ چاندی، ہاں بے شک اللہ تعالیٰ بعض انسانوں سے بعض کو رزق پہونچاتا ہے۔ فاروق اعظمؓ ایسے لوگوں کو پسند نہ فرماتے جو اپنی ظاہری حالت بگاڑ کر مردنی ظاہر کریں یا مسکین جیسی شکل بنائے رکھیں، آپ مسلسل روزہ رکھنے سے بھی منع فرماتے، جو ذریعہ معاش حاصل کرنے میں رکاوٹ بنے اور مذہبی لحاظ سے یہ واجب بھی نہیں ہے۔ اگر آپ کسی نوجوان کو سر جھکائے دیکھتے تو سختی سے منع فرماتے اور کہتے جس نے قلبی کیفیت سے زیادہ اپنے دین کی نمائش کی وہ منافق ہے۔ آپ ایسے نوجوان کو پسند فرماتے جو صاف ستھرا چاق وچوبند رہتا ہو۔ آپ ان مسلمانوں کو پسند فرماتے جو اپنے بچوں کو تیراندازی، تیراکی اور گھوڑسواری سکھاتے، آپ فرماتے تم میں وہ مضبوط قوی اور شجاع انسان سب سے بہتر ہے جو اپنے دین کے ساتھ میدان حیات میں نبرد آزما رہتا ہو نہ کہ وہ کمزور شکست خوردہ آدمی جس کو دنیا نے چھوڑ دیا ہے اور وہ اس وہم میں مبتلا ہے کہ اس نے دنیا کو چھوڑ دیا ہے تا کہ آخرت کی کامیابی ہاتھ آجائے۔ فاروق اعظمؓ نہایت پختہ ایمان کے انسان تھے، ان کے نزدیک دنیا کی کوئی طاقت مضرت رساں یا نفع بخش نہ تھی، وہ جب حرم کعبہ میں تشریف لاتے طواف کرتے اور حجر اسود کا بوسہ لیتے تو فرماتے، میں جانتا ہوں کہ تو صرف ایک پتھر ہے نہ کوئی نفع پہونچا سکتا ہے نہ نقصان اور خدا کی قسم اگر میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چومتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی نہ چومتا۔ آپ نے سنا کہ جس درخت کے سایہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضواں لی تھی لوگ اس درخت کو متبرک اور مقدس سمجھنے لگے، آپ نے حکم دیا کہ اس درخت کو کاٹ دیا جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے ذریعہ اسلام میں بت پرستی گھر کر جائے اور اس درخت کی قربت کو اسلامی شعار سمجھا جانے لگے۔

دنیا کی نعمتوں سے فیضیاب ہونا بے دینی نہیں ہے: فاروق اعظم تقشف یا بدحالی کی زندگی گزارنے کو عین دین نہیں سمجھتے تھے ان کے نزدیک دینی فرائض اور واجبات کی ادائیگی کے ساتھ دنیاوی لذتوں اور حلال نعمتوں سے فیض یاب ہونا مذہبی احکام کے خلاف نہ تھا بلکہ وہ ان لوگوں کے خلاف تھے جو بدحال زندگی گزارنے کو دین کا حصہ سمجھتے تھے، پھر دینی احکام اور حیات نبوی کی روشنی میں وہ جو کچھ عام مسلمانوں سے توقع رکھتے تھے خود اپنے نفس کا بھی اسی کے مطابق محاسبہ کرتے اور عمومی زندگی بسر کرتے تھے انھوں نے کبھی بھی اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لیے کسی ایسی چیز کو جائز نہیں سمجھا جسکو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل وعیال کے لیے جائز نہ سمجھا ہو۔ ایک مرتبہ حضرت ابو عبیدہؓ نے آپ کو لکھا کہ ہماری فوجوں کا انطا کیہ مقام پر ٹھہرنا مناسب نہیں ہے کیونکہ یہاں کی آب وہوا اور پیداوار بہت اچھی ہے، نعمتوں کی فراوانی ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے فوجی اس آرام دہ زندگی کے عادی ہو جائیں اور بعد میں ان کے لئے تکلیف دہ ہو، اس لیے یہاں قیام کرنا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ فاروق اعظم نے اس کے جواب میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے پاک چیزوں کو مومنین اور صالحین کے لیے حرام نہیں کیا ہے اور یہ بھی قرآن حکیم میں فرمایا ہے کہ تم پاک اور طیب چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو، لہٰذا تم پر لازم ہے کہ مسلمانوں کو راحت وآرام پہونچاؤ اور ان سے کہو عمدہ غذا کے ذریعہ اپنے بدن مضبوط کریں تا کہ اللہ کے دشمنوں کے خلاف قوی ثابت ہوں۔

فاروق اعظم کا ذاتی دستر خوان: حضرت ابو عبیدہؓ کو عام فوجیوں کے لیے مندرجہ بالا مشورہ دینے والے خلیفہ وقت کے اپنے ذاتی دستر خوان کا کیا حال تھا اس کے بارے میں حضرت حذیفہ بن یمان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ فاروق اعظم عام مسلمانوں کے پاس ایسے وقت میں تشریف لائے جب ان کے سامنے کھانے کے پیالے چنے ہوئے تھے اور فاروق اعظم نے حضرت حذیفہؓ کو اپنے پاس کھانے کے لیے مدعو کیا۔ یہ پہونچے تو دیکھا امیر المومنین کے سامنے نہایت سخت قسم کی روٹی اور زیتون کا تیل رکھا ہے، حضرت حذیفہؓ نے یہ دیکھ کر کہا آپ نے مجھے اس گوشت روٹی سے تو روک دیا اور اس معمولی کھانے کی دعوت دی ہے۔ فاروق اعظم نے فرمایا ہاں میں نے تمھیں اپنے کھانے پر مدعو کیا ہے اور وہ عام مسلمانوں کا کھانا ہے اس کے علاوہ فرمایا کہ مسلمانوں کو اختیار ہے وہ جو چاہیں سو کھائیں مگر جو شخص بیت المال سے لے کر خرچ کر رہا ہے اس کے لیے تو لازم ہے کہ اتنا ہی لے جو اس کی زندگی کے لئے کافی ہو۔

فاروق عظم جنگ اور امن کے حالات میں: فاروق اعظم اگر ایک طرف دشمنان اسلام کے لیے سخت تلوار تھے تو معاہدہ امن و سلامتی کے مکمل پاسبان بھی، آپ اگر کسی غیر مسلم سے معاہدہ امن قائم کرتے تو اس کا پورا لحاظ رکھتے۔ آپ نے بیت المقدس کے نصاریٰ کے لیے معاہدہ امن لکھا تو یہ مکمل ان کی عورتوں، بچوں، ان کے مال ودولت اور تمام عبادت گاہوں کلیساؤں کے لیے تھا اس میں یہ بات خاص طور پر واضح کی گئی تھی کہ ان کے کلیسا نہ منہدم کیے جائیں گے، نہ ان میں ہائش اختیار کی جائے گی۔ آپ جب گرجا میں تشریف لے گئے اور اس کے صحن میں بیٹھے تھے تو نماز کا وقت آگیا آپ فوراً کنیسہ سے باہر آگئے اور تنہا بغیر جماعت کے نماز پڑھی اور پادری سے کہا کہ اگر میں کنیسہ کے اندر نماز ادا کرتا تو میرے بعد مسلمان اسے حاصل کر لیتے اور کہتے کہ عمرؓ نے یہاں نماز ادا کی تھی، پھر آپ نے خاص طور پر وصیت نامہ لکھا اور اس میں واضح کیا کہ یہاں کوئی بھی جماعت سے نماز نہ پڑھے نہ اذان دی جائے صرف تنہا نماز ادا کی جائے، یہ تو آپ کی رواداری کی نادر مثال ہے مگر اس نرم دلی اور مصلحت آمیزی سے یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ فاروق اعظم کی نگاہ میں یہود ونصاریٰ قابل اعتماد اور اس لائق تھے کہ انھیں سرکاری کاموں میں شامل کر کے نفوذ حاصل کرنے کا موقعہ دیا جائے یا کسی فتنہ کا خطرہ مول لیا جائے۔ ایک مرتبہ آپ نے حضرت ابو موسیٰ سے فرمایا کہ مجھے ایک ایسا آدمی لا کر دو جو حکومت کے حسابات کا کام دیکھ سکے، حضرت ابو موسیٰ ایک نصرانی کو لائے جو اکاؤنٹس کا ماہر تھا۔ حضرت عمرؓ نے دیکھا تو فرمایا میں نے تم سے ایک ایسے آدمی کے لیے کہا تھا جس کو میں اپنی امانت کے کام سپرد کر سکوں اور تم ایسا آدمی لائے ہو جس کا دین میرے دین سے مختلف ہے اور اسی ذیل میں آپ نے کہا یہ لوگ رشوت کھانے والے ہیں اور اللہ کے دین میں رشوت حلال نہیں ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ واقعہ بھی قابل غور ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک اسبق نامی غلام اہل کتاب میں سے تھا جس کی صلاحیت کو دیکھتے ہوئے آپ اسے اہم امور سپرد کرنا چاہتے تھے مگر غیر مسلم ہونے کی بنا پر تامل تھا، اس کو اسلام کی دعوت دی گئی کہ قبول کرلے تو کارآمد بن جائے مگر اس نے انکار کردیا تو آپ نے اصرار بھی نہیں کیا، بلکہ آزاد کردیا اور کہہ دیا کہ جاؤ اب جو تمہارا دل چاہے کرو۔ مگر ایسا بھی نہیں تھا کہ ذمیوں یا نصرانیوں سے بالکل کوئی خدمت ہی نہ لی جاتی ہو صرف مصلحتاً اہم امور ان کے سپرد نہ تھے ہاں ایسے فقراء وغرباء جن کو حکومت سے وظیفہ دیا جاتا تھا اور ان سے کسی طرح کا خطرہ نہیں تھا ان سے کام بھی لیا جاتا تھا، اس ضمن میں فاروق اعظم کی سیاسی دور اندیشی بھی قابل غور ہے کہ آپ نے ذمیوں کو مسلمانوں سے مشابہت رکھنے والا لباس پہننے کی اجازت نہیں دی تھی۔ اور اس سلسلے میں آپ یہ فرماتے تھے کہ اگر یہ لوگ صرف اسلامی لباس سے محبت کی بنا پر اسے اختیار کرتے ہیں تو پھر مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے اور اگر مذہباً تو نصرانی اور یہودی ہی رہنا چاہتے ہیں صرف لباس یا وضع قطع مسلمانوں جیسی اختیار کر رہے ہیں تو ان کی نیت میں کھوٹ ہے۔ فاروق اعظم کے مجموعی حالات وواقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ایک سچے اور پکے مومن تھے۔ وہ عدل وانصاف کے ساتھ عام لوگوں کی طرح محبت بھی کرتے تھے اور بعض کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے بھی دیکھتے تھے مگر نہ ان کی محبت کسی کی بے جا راحت وآرام کا سبب بنتی تھی اور نہ ان کی ناپسندیدگی کسی کے نقصان کا موجب ہوتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے بھائی کے قاتل ابو مریم اسلومی کو انھوں نے کبھی کوئی نقصان نہیں پہونچایا حالانکہ اسے ناپسند کرتے تھے اور ہر طرح سے اس پر قادر بھی تھے۔

Scanned with CamScanner

اسلام مخالف دَور میں قبول اسلام

حالیہ دنوں میں جن چند مشہور شخصیات نے اسلام قبول کیا ان میں ایک لل جان ہیں۔لل جان کا اصل نام جوناتھن اسمتھ ہے۔امریکہ میں رہتے ہیں اور رَیپ موسیقی کا بڑا اور مشہور نام ہیں۔اُن کی شہرت ریپر (رَیپ میوزک) کی حیثیت سے ہے۔ٹرن ڈاؤن فار وہاٹ،لیٹس گو،ایکٹ اے فول وغیرہ ناموں سے اُن کے ویڈیوز نہ صرف منظر عام پر آئے بلکہ غیر معمولی شہرت اور مقبولیت حاصل کی۔ اُن کے ساتھ ہی ایک اور نام اِدھر کافی خبروں میں رہا۔وہ ہے شَون کنگ۔شَون امریکی مصنف اور سماجی رضا کار ہیں۔غزہ کے مصیبت زدگان کیلئے اُنہوں نے بہت کام کیا اور اب بھی کر رہے ہیں۔فی الحال اہل غزہ کو غذا کی رسد فراہم کرنا اُن کی اولین ترجیح ہے۔اسی طرح ہنری لارنس ہیں۔ان کی شہرت چاردانگ عالم میں ہے جس کا سبب اسٹیم سیل پر اُن کی تحقیق ہے۔اسٹیم سیل ایسے خلیات ہیں جو انسانی جسم میں مختلف النوع خلیات کی افزائش کرتے ہیں۔کہا جاسکتا ہے کہ یہ سیل جسم کے اندرون میں ایک طرح کا مرمتی کردار ادا کرتے ہیں۔ہنری لارنس ہارورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر اور دُنیا کے ممتاز سائنسدانوں میں سے ایک تسلیم کئے جاتے ہیں۔ایک اور نام ہے جوس اگنیشیو کا۔ جوس کا تعلق اسپین سے ہے اور ان کی شہرت فٹ بالر کی حیثیت سے ہے۔وہ ریئل میڈرڈ سے بھی وابستہ رہے ہیں۔

ان سب میں قدر مشترک کیا ہے؟ قومتیں الگ الگ ہیں،رنگ ونسل کے اعتبار سے بھی ان میں تفاوت ہے۔میدان کار بھی جدا جدا ہے۔کسی کا تعلق موسیقی سے ہے تو کسی کا کھیل کود سے،کسی کا سائنس یا ادویاتی سائنس سے ہے تو کسی کا سماجی خدمت سے۔جو قیمتی چیز ان سب کو جوڑتی ہے وہ ان کا قبول اسلام ہے۔لل جان،شَون کنگ اور ہنری لارنس تو جاری ماہِ مبارک ہی میں حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں۔ان کے قبول اسلام کا سبب الگ الگ ہوگا مگر ان کے تبدیلی مذہب کی خبر پوری دُنیا میں پھیلی اور وہ ذرائع ابلاغ بھی ان خبروں کو مشتہر کرنے پر مجبور ہوئے جو اسلام اور مسلمانوں سے بغض رکھتے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ سب عالمی سطح پر مشہور شخصیتیں (سیلیبریٹی) ہیں۔

ان سے پہلے بھی کئی مشہور شخصیتوں نے اسلام کے دامن عافیت میں پناہ لی۔ ان میں کلیرنس سیڈورف (ڈچ فٹ بال منیجر)،اینڈریوٹیٹ (برٹش سوشل میڈیا پرسنالٹی اور تاجر) اور کیون لی (مارشل آرٹسٹ) جیسے لوگ شامل ہیں۔ظاہر ہے کہ ان کے قبول اسلام کی خبریں دلخوش کن ہیں کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کیا،اپنے جاننے والوں سے ان پر تبادلۂ خیال کیا،جو کچھ سنا،پڑھا اور سمجھا اُس پر غور وفکر کیا اور بالآخر اپنی زبان سے کلمۂ شہادت پڑھنے کا فیصلہ کیا۔یہ وہ نہیں ہیں جو مسلم گھرانوں میں پیدا ہوئے اسلئے مسلمان ہیں۔یہ ایسے خاندانوں میں پیدا ہوئے جو اِسلام سے دور اور نورِ اسلام سے محروم تھے۔ان کا قبول اسلام ان کی حق پسندی اور ان کی اپنی جستجو اور تحقیق کا ثمرہ ہے۔ ہندوستانی مسلمان ایسی خبروں سے بہت خوش ہوتے ہیں۔ہونا بھی چاہئے۔یہ خوشی فطری ہے مگر خوش ہوکر رہ جانا کافی نہیں۔غور وفکر بھی ضروری ہے کہ لوگ اپنی پسند سے اور اپنی محنت سے اسلام قبول کر رہے ہیں جبکہ ہمیں پیدا ہوتے ہی اسلام مل گیا تھا شاید اسی لئے اس کی حقیقی قدر و قیمت ہم میں سے اکثر کے دلوں میں نہیں ہے۔اسی لئے ہم اس کی روح سے ناواقف ہیں۔ ہم نے کلام پاک پڑھا مگر بغیر سمجھے پڑھا۔کیا اب بھی ہم میں سے اکثر غور وفکر نہیں کرنا چاہیں گے؟

بقیات

بقیہ زکوٰۃ اسلام کا اہم رکن ....

ان صوبوں کے مدارس کیلئے لازم ہے کہ وہ اپنا انسلاک بیت المال سے کریں،اگر یہ ممکن نہ ہو تو امیر شریعت کی طرف سے انہیں باضابطہ رقم کی وصولی کی اجازت دی جائے اور وہ اس کی آمد وخرچ کا حساب بیت المال میں داخل کریں، اگر ایسی صورت ہوجائے تو زکوۃ وصول کرنے والے سفراء ومحصلین ''عاملین علیھا'' کے مصرف میں داخل ہو سکتے ہیں۔ لیکن کمیشن پر چندہ کرنا بہرصورت ناجائز رہے گا۔جن صوبوں میں نظام امارت قائم نہیں ہے،ان میں اس نظام کو قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے،جب تک یہ نظام قائم نہ ہوجائے ارباب مدارس اس علاقے کے اربابِ حل وعقد کے مشورے سے اس کام کو کر سکتے ہیں،یا اس کے لئے کوئی انجمن،تنظیم وغیرہ بنائی جاسکتی ہے جو صالح وبہترین افراد پر مشتمل ہو اور زکوۃ کو اس کے صحیح مصرف میں خرچ کر سکے۔آج مختلف ناموں سے غیر معتبر تنظیموں کے قیام کا ایک فیشن سا چل پڑا ہے،جو اپنے اثر ورسوخ کا استعمال کر کے امراء سے رقمیں حاصل کرتے ہیں اور من مانے طور پر جائز وناجائز مصارف میں اسے خرچ کرتے ہیں۔ایسی انجمن،تنظیم اور فاؤنڈیشن کی قطعا حوصلہ افزائی نہیں کی جاسکتی۔ورنہ زکوۃ کے اجتماعی نظام کی جو روح ہے،وہ ختم ہوکر رہ جائے گی اور وہ انفرادی نظام کی طرح ہوجائے گا۔

بقیہ : کتابوں کی دنیا .... یہی وہ وجوہات ہیں جن کی وجہ سے مولانا مفتی محمد اسعد اللہ قاسمی نے آسان مسائل اعتکاف کے نام سے ایک جامع اور مدلل کتاب مرتب فرمائی ہے جس میں انہوں نے اعتکاف کی حقیقت اور اس کے اقسام،واجب،مسنون،اور نفلی اعتکاف کے ضروری احکام ومسائل کے ساتھ اعتکاف کو توڑنے والی چیزیں،معتکف کیلئے جائز کام اور عورتوں کے اعتکاف کے مسائل پر بھی عمدہ روشنی ڈالی ہے،جو مسائل عنوانات کے تحت آنے سے رہ گئے اس کو الگ سے اعتکاف کے متفرق مسائل کے ذیل میں سمیٹ لیا ہے،اس طرح یہ کتاب اعتکاف کرنے والوں کیلئے انتہائی مفید ہوگئی ہے۔

میں اس کتاب کا بالاستیعاب تو مطالعہ نہیں کر سکا،جستہ جستہ دیکھا ہے،اندازہ ہوا کہ مولانا نے پوری علمی وفقہی بصیرت کے ساتھ جزئیات کو جمع کرنے پر توجہ دی ہے،جو بات کہی ہے اس کی بنیادیں شریعت میں موجود ہیں،بیش تر جگہوں پر مولانا نے ان نصوص اور فقہاء کی تصریحات کو نقل کرنے کا کام کیا ہے،جو اس جزئیہ کے لئے مفید مطلب ہیں،اس سے مولانا کے مطالعہ کی گہرائی اور گیرائی کا پتہ چلتا ہے،اس کی وجہ سے قارئین کا اعتماد بھی اس کتاب پر بڑھے گا۔میں اس کتاب کی ترتیب پر مفتی صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ رب العزت اس رسالہ کا نفع عام وتام فرمائے،آمین یارب العالمین وصلی اللہ علی النبی الکریم وعلی الہ وصحبہ اجمعین۔

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۱۲/۳۱۶/۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ نوادہ)

تمنا پروین بنت شوکت انصاری،مقام چاتر،ڈاکخانہ ہاسہ پور،ضلع نوادہ۔۔۔فریق اول

بنام

محمد صابر ولد محمد رفیق،مقام ادے پور،ڈاکخانہ داس گرام،ضلع کٹیہار۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف عرصۂ دو سال سے غائب ولاپتہ ہونے اور جملہ حقوق بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بنیاد پر ذیلی دار القضا امارت شرعیہ ضلع نوادہ میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے،لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف،پٹنہ کو دیں۔اور آئندہ تاریخ سماعت ۲/ذی قعدہ ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۱/مئی ۲۰۲۴ء روز سنیچر کو آپ خود مع شواہد وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف،پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۰۷/۱۸۹۴/۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ بتیا،مغربی چمپارن)

ربیدہ خاتون بنت محمد محمد اکبر ہاشمی،مقام ڈفالی ٹولہ جمونیا،ڈاکخانہ جگدیش پور،ضلع مغربی چمپارن۔۔۔فریق اول

بنام

محمد پرویز عالم ولد محمد شمیم،مقام پنڈری،ڈاکخانہ جموا،بلاک ڈھاکہ،ضلع مشرقی چمپارن۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف عرصۂ چار سال سے غائب ولاپتہ ہونے اور جملہ حقوق بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناء پر ذیلی دار القضا امارت شرعیہ بتیا،مغربی چمپارن میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے،لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف،پٹنہ کو دیں۔اور آئندہ تاریخ سماعت ۲/ذی قعدہ ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۱/مئی ۲۰۲۴ء روز سنیچر کو آپ خود مع شواہد وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف،پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

قارئین نقیب متوجہ ہوں

قارئین کرام! آپ سب کو رمضان کا یہ مہینہ خوب خوب مبارک ہو،نقیب کا یہ شمارہ جب آپ کے ہاتھوں میں ہوگا اس وقت آپ عید الفطر کی تیاریوں میں مصروف ہوں گے،آپ کو ادارہ نقیب کی طرف سے عید کی پیشگی مبارکباد،عید الفطر کے موقع سے دفتر نقیب بند رہے گا اس لئے نقیب کا آئندہ شمارہ ۱۲/شوال المکرّم ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۲/اپریل ۲۰۲۴ء کو منظر عام پر آئے گا،قارئین کرام نوٹ فرمالیں (ادارہ نقیب)

اعلان داخلہ

دار العلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ رضا نگر گون پورہ پھلواری شریف پٹنہ،صوبہ بہار کا ایک عظیم دینی وتعلیمی ادارہ ہے جہاں شعبہ حفظ کے علاوہ درجہ اعدادیہ سے لے کر دورۂ حدیث شریف (فضیلت) تک معیاری تعلیم ہوتی ہے،تعلیم کے ساتھ ساتھ طلبہ کی تربیت پر پوری توجہ دی جاتی ہے،یہاں سے پڑھ کر طلبہ ملک وبیرون ملک دینی خدمات میں سرگرم عمل ہیں۔

ہر سال کی طرح امسال بھی اس ادارے میں 10 اور 11 /شوال المکرّم 1445ھ روز سنیچر اور اتوار کو تمام درجات میں داخلہ کیلئے امتحان ہوگا لہٰذا داخلہ کے خواہش مند طلبہ وقت مقررہ پر پہنچ کر داخلہ لے سکتے ہیں۔

نوٹ: قدیم طلبہ 13 /شوال 1445ھ روز منگل تک اپنے داخلہ کی کاروائی مکمل کرالیں،نیز داخلہ کے وقت اپنے گارجین کو ضرور ساتھ لائیں۔

مدرسہ میں موبائل رکھنے پر سخت پابندی ہے۔

Scanned with CamScanner

طب وصحت

روزہ کے طبی فائدے

روزے کے جہاں روحانی فائدے ہیں وہیں ان گنت جسمانی فائدے بھی ہیں۔ جس طرح روزہ ہماری روحانی پاکیزگی کے لئے ضروری ہے اسی طرح جسم کے فاسد مادوں کو دور کرنے کے لئے روزہ ضروری ہے۔ جسم سے فاسد مادے خارج ہوکر ہمارے جسم وروح صاف کردیتے ہیں۔ روزے کے معاشرتی فائدوں کے ساتھ ساتھ صحت پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

کیا شوگر کے مریض کو روزہ رکھنا چاہئے ؟

شوگر کے مریضوں میں یہ بات بہت عام ہے کہ شوگر کے مریض روزہ نہیں رکھ سکتے۔ میں بہت سے ایسے شوگر کے مریضوں کو جانتا ہوں جو روزہ رکھتے ہیں۔ روزہ کی حالت میں Hypoglycemia کے شکار وہ مریض زیادہ ہوتے ہیں جو انسولین لگا رہے ہوتے ہیں۔ رمضان شروع ہونے سے ایک ماہ قبل ہی ایسے مریض اپنے ڈاکٹر سے مل کر انسولین یا شوگر کی دوا کو Adjust کروالیں اور ڈائٹیشن سے خوراک کے متعلق تفصیلات حاصل کرکے اس پر عمل کریں تو وہ آسانی سے روزہ رکھ سکتے ہیں۔ شوگر کے مریض اپنی جسمانی سرگرمیوں کو کم کریں تاکہ Hypoglycemia سے بچا جا سکے۔ شوگر کے مریض اکثر روزہ کھولتے وقت دوا لینا بھول جاتے ہیں کھانا زیادہ کھا لینے سے بھی ان کے خون میں شوگر کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔

پانی کی کمی:

گرم موسم میں پانی کا اخراج پسینے کی صورت میں بہت زیادہ ہوجاتا ہے۔ کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ پانی پئیں۔

ذیابیطس کے مریض سحری میں کیا کھائیں؟

شوگر کے مریضوں کے علاوہ رمضان مٹاپے کے شکار لوگوں کے لئے وزن کم کرنے کا بہترین موقع فراہم کرتا ہے۔ یہ بلڈ پریشر اور کولیسٹرول کے مریضوں کو بھی مرض کنٹرول کرنے میں بہت مدد دیتا ہے۔ روزے کی حالت میں ہمارا معدہ خالی ہوتا ہے۔ جسے ہم افطار کے وقت ثقیل کھانوں اور تیز ابیت والی خوراک سے بھر دیتے ہیں۔ نتیجتاً معدے کی جلن، تیزابیت، بدہضمی، زیادہ تیل اور مصالحوں والے کھانوں کی بدولت پیاس کی زیادتی، قبض، وغیرہ کی شکایت عام ہو جاتی ہے۔ جبکہ بعض جگہوں کے لوگ کھجور کو تھوڑے سے پانی میں بھگو کر اس کا گودا نکال کر روٹی پر لیپ کر کھاتے ہیں۔ ساتھ ہی تھوڑا سا زیتون کا تیل کھاتے ہیں جو بہترین افطار ہے۔ کھجور سے آپ کو بہترین طاقت ملتی ہے۔ اس کے علاوہ تازہ پھل اور اس کے رس یا دہی اور لسی افطاری کے بہترین کھانے ہیں۔ مدینہ میں دیکھا کہ افطار میں ایک بڑا سا تھال آتا جس میں کھجوریں، تازہ سلاد، زیتون اور پنیر ہوتا ہے۔ پھل اور ایک سوپ نما کھانا ہوتا ہے۔ جس میں جو، Mutton اور کچھ نوڈلز ہوتے اور ان کی Baked کی ہوئی روائتی مٹھائیاں ہوتی۔ یقین کریں رمضان میں ہر گھر کا تیل اور چینی کا خرچ تین گنا نہیں تو ڈھائی گنا ضرور بڑھ جاتا ہوگا۔ کیونکہ پکوڑے، سموسے، دہی بھلے، رول، کچوری، چنا چاٹ، فروٹ چاٹ کے بغیر تو روزہ کھل ہی نہیں سکتا یہ ایک غلط تصور Concept ہے۔ وہ وقت جو رب ذوالجلال سے دعا مانگنے کا ہوتا ہے وہ ہم کھانے کی ترکیبوں اور کھانے بنانے میں صرف کردیتے ہیں۔ کیا کبھی ہم نے روزے کے معاشرتی پہلو پر غور کیا ہے۔ اللہ کو اس کی پروا نہیں ہے کہ ہم کچھ کھائیں یا بھوکے رہیں۔ وہ تو ہم میں تقویٰ دیکھنا چاہتا ہے۔ کیا کبھی ہم نے روزے کی بھوک یا کمزوری میں مفلس و نادار لوگوں کی بھوک کو محسوس کیا۔ وہ پیسہ جو ہم اپنے دسترخوان سجانے اور افطار پارٹیوں میں خرچ کرتے ہیں، کبھی ان مفلس و نادار لوگوں کو اس خیال سے دیا کہ ہماری بھی کچھ آخرت سنور جائے؟

صحت بخش غذائیں:

افطار میں تین سے چار کھجوریں کھا لینے سے خون میں شوگر کی مقدار جلد بہتر ہو جاتی ہے اور Hypoglycemia کی وجہ سے ہونے والے سر درد میں افاقہ ہوتا ہے۔ چنا چاٹ آلو اور رنگ برنگی موسمی سبزیوں کا سلاد، اخروٹ، بادام اور زیتون کے ساتھ بنانا چاہئے۔ مختلف پھلوں کی چاٹ بغیر چینی کے بنایئے۔ رمضان میں Synthetic جوسز، کولڈ ڈرنکس کے بجائے جو اور شکر کا شربت، لسی، آڑو کا شربت، فالسے کا شربت یا تربوز کا جوس استعمال کریں۔ بریانی کے مصالحوں میں Anti Oxidants اور Poly Phenols موجود ہوتے ہیں جو جسم کو کئی بیماریوں کے خلاف مدافعت فراہم کرتے ہیں۔ اپنے کھانوں میں یکسانیت کے بجائے تنوع پیدا کریں۔ تلے ہوئے کھانوں کے بجائے کم چکنائی اور Bake کئے ہوئے کھانے استعمال کریں۔ سحر و افطار میں غذائیت سے بھرپور نارمل کھانا کھائیں۔ بہت زیادہ چکنائی نمک اور چینی سے پرہیز کریں۔ اپنے کھانوں میں پکی ہوئی اور کچی سبزیاں، پھل، دالیں، گوشت، مچھلی اور انڈے شامل کریں۔ رمضان میں سگریٹ نوشی ترک کرنا نہایت آسان ہے۔ تھوڑا نفس کو مار کر مضبوط اعصاب کے ساتھ کوشش کیجئے۔ جب ہم روزے کی حالت میں ہوتے ہیں تو ہمارے جسم میں موجود چربی توانائی میں تبدیل ہوتی رہتی ہے جس کی بدولت جسم میں موجود فالتو چربی کم ہوجاتی ہے اور وزن میں کمی واقع ہوتی ہے۔ ڈاکٹر Razeen Mahrof جو آکسفورڈ میں Anesthetist ہیں، کہتے ہیں کہ غذا اور صحت کا تعلق بہت مضبوط ہے۔ گو کہ رمضان وزن کم کرنے والوں کے لئے ایک زبردست Opportunity ہے لیکن اس سے کہیں زیادہ اس کے روحانی فائدے ہیں۔ بیک وقت ہم جسمانی اور روحانی فائدے حاصل کرسکتے ہیں۔ رمضان نفس کے خلاف لڑنے کی اور اللہ کی رضا کے لئے اپنی خواہشوں کے آگے بے بس ہونے کے بجائے اللہ کی رضا کو فوقیت دینے کی ہماری تربیت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان کی رحمتوں، برکتوں سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ زیادہ سے زیادہ عبادات نوافل تلاوت قرآن پاک اور قضا روزوں کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ ہماری روح اور جسم کو بیماری سے پاک کردے۔ پرانے رشتے استوار کیجئے۔ غلطیوں اور کوتاہیوں کی معافی اللہ سے مانگئے اور رب کے بندوں سے بھی کیونکہ اللہ اپنے حقوق معاف فرمادیں گے اپنے بندوں کے نہیں۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیری ندوی

ماہ رمضان المبارک میں قاری شعیب صاحب کی رحلت بلندی درجات کی علامت۔ حضرت امیر شریعت

امارت شرعیہ کے کارکن جناب مولانا نصیر الدین صاحب مظاہری کے والد محترم علاقہ کے بزرگ عالم دین حضرت مولانا قاری شعیب احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ایک علمی خسارہ ہے۔ نوادہ ضلع ایک خدمت گذار شخصیت سے محروم ہوگیا۔ ان خیالات کا اظہار اپنے تعزیتی پیغام میں امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب سجادہ نشین خانقاہ رحمانی مونگیر کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اپنے وطن دربھنگہ سے دور بزرگوں کے مشورہ سے خدمت قرآن کریم کو بنیاد بنا کر ضلع نوادہ کو قاری صاحب نیا اپنی خدمات کا مرکز بنادیا۔ پانچ دہائی تک وہ اپنے علاقہ میں خدمت قرآن کے ساتھ ملی سماجی اور اصلاحی خدمت میں اپنی توانائی کا بھرپور استعمال کیا۔ وہ تین نسلوں کے استاد تھے۔ قاری صاحب کو دادا جان امیر شریعت حضرت مولانا منت اللہ صاحب رحمانی سے بعیت کا شرف حاصل تھا۔ والد گرامی امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی کی ہدایت پر مسلم پرسنل لاء بورڈ کی تحریک اصلاح معاشرہ کو علاقہ میں پوری ذمہ داری کے ساتھ پھیلایا خانقاہ رحمانی امارت شرعیہ اور مسلم پرسنل لابورڈ کے پیغام اور تحریکوں میں سرگرم حصہ لینے والوں میں قاری صاحب کی شخصیت ممتاز تھی۔ جامعہ رحمانی مونگیر کی تعلیم وتربیت کے قدردان تھے اور اپنے صاحبزادوں کے ساتھ شاگردوں کو تعلیم کے لئے جامعہ رحمانی مونگیر بھیجا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا قاری شعیب صاحب کی مغفرت فرمائے انکے درجات کو بلند کرے اور اگلے تمام مرحلے کو آسان فرمائے۔ وارثین کو صبر جمیل عطاء فرمائے آمین۔

رحمانی 30 کے 12 طلباء وطالبات نے 99 پرسنٹائل حاصل کیے

رحمانی 30 کے 12 طلباء وطالبات میں سے 4 لڑکے اور 8 لڑکیوں نے کیمسٹری JEE سیشن 1 میں 99 پرسنٹائل حاصل کیے ہیں۔ رحمان تھرٹی کے ذمہ دار جناب فہد رحمانی صاحب نے تمام طلباء وطالبات کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہم کم ازکم دو طلباء کی کفالت کرنے کے لیے پرعزم ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان طلباء کو قوم اور انسانیت کی خدمت کا ذریعہ بنائیں۔ رحمانی 30 قوم وملت کے بچے اور بچیوں کو اعلیٰ مقام پر پہنچانے اور امتیازی شناخت کے مشن پر کامیابی کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہے۔ 99 پرسنٹائل حاصل کرنے والی طالبہ میں ریاستی جنتا دل یو کے سکریٹری عبدالباقی صدیقی کی صاحبزادی نور فاطمہ بھی شامل ہیں۔

جے این یو اسٹوڈنٹ یونین کے الیکشن میں چاروں سیٹوں پر بائیں بازو کی فتح

جواہر لال نہرو یونیورسٹی اسٹوڈنٹ یونین کے انتخابات میں بائیں بازو کے امیدواروں نے چاروں سیٹوں پر قبضہ کرلیا ہے، جب کہ آر ایس ایس-بی جے پی کی حمایت یافتہ ودیارتھی پریشد کو عبرتناک شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ بائیں بازو کے دھننجے نے صدر کے عہدے کے لیے ودیارتھی پریشد کے امیش چندرا جمیرا کو 934 ووٹوں سے شکست دی۔ وہیں نائب صدر کے عہدے کے لیے اویجیت گھوش نے 2649 ووٹ حاصل کیے اور اے بی وی پی کی دیپکا شرما کو 1104 ووٹوں سے شکست دی۔ اس کے علاوہ جنرل سکریٹری کے عہدے کے لیے بائیں بازو کی پریانشی آریہ کو 3307 ووٹ اور اے بی وی پی کے ارجن آنند کو 2309 ووٹ ملے۔ بائیں بازو کے امیدوار محمد ساجد نے 2893 ووٹ حاصل کر کے جوائنٹ سیکرٹری کے عہدے پر کامیابی حاصل کی۔ اس عہدے کے لیے ودیارتھی پریشد کے گووند ڈانگی کو 2496 ووٹ ملے۔ جے این یو میں طلبہ یونین کے لیے 22 مارچ کو ووٹنگ ہوئی تھی اور اس دوران ریکارڈ 73 فیصد ووٹنگ ہوئی تھی۔ گزشتہ 12 سالوں میں یہ پہلا موقع تھا جب اتنی بڑی تعداد میں طلبہ نے ووٹ ڈالے۔ اس سے قبل 2019 میں 67.9 فیصد ووٹنگ ہوئی تھی۔

مختار انصاری کا انتقال، جیل میں دل کا دورہ پڑنے پر لایا گیا تھا اسپتال

اتر پردیش کے زور آور لیڈر اور سابق رکن اسمبلی مختار انصاری کا جمعرات کی شب باندہ میڈیکل کالج میں علاج کے دوران انتقال ہوگیا، مختار انصاری کو باندہ جیل میں دل کا دورہ پڑا تھا جس کے بعد فوری طور پر انھیں درگاوتی میڈیکل کالج اسپتال میں داخل کرایا گیا، حالانکہ ان کی حالت بہتر نہیں ہوسکی اور اسپتال میں ہی آخری سانس لی، مختار انصاری کو دل کا دورہ پڑنے کی خبر سن کر باندہ کے ضلع مجسٹریٹ اور ایس پی جیل فوراً جیل پہنچے تھے اور آناً فاناً میں انھیں اسپتال پہنچایا گیا تھا، میڈیا رپورٹس کے مطابق مختار انصاری کو الٹی کی شکایت اور بیہوشی کی حالت میں اسپتال کے ایمرجنسی وارڈ میں داخل کرایا گیا تھا، فوراً ہی 9 ڈاکٹرس کی ٹیم علاج میں مصروف ہوگئی؛ لیکن کافی کوششوں کے بعد بھی دورۂ قلب سے مختار انصاری کی موت ہوگئی، بتایا جارہا ہے کہ بیرک میں مختار انصاری اچانک بیہوش ہوکر گر گئے تھے جس کے بعد ڈاکٹروں کی ٹیم حرکت میں آگئی تھی (قومی آواز)

Volume:64/74Issue:14 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

جس کو طوفان سے الجھنے کی ہو عادت محسن
ایسی کشتی کو سمندر بھی دعا دیتا ہے
(محسن کاکوروی)

اب یوپی کے امداد یافتہ مدارس پر تالا

شاهد زبیری

الٰہ آباد ہائی کورٹ کے جسٹس وویک چودھری اور جسٹس سبھاش ودھیارتھی کی دورکنی بنچ نے مدرسہ ایجوکیشن ایکٹ 2004 کو سیکولرزم کے اصولوں کے منافی اور الٹراوائرس قرار دیتے ہوئے 22 مارچ 2024 کو اپنے فیصلہ میں اس کو غیر آئینی قرار دے دیا ہے۔ ہائی کورٹ کی ڈویژن بنچ نے یہ فیصلہ انشو مان سنگھ راٹھور نامی شخص کی عرضی پر دیا ہے، جس میں اتر پردیش ایجوکیشن بورڈ کے تحت مدارس کے انتظام کو مرکز اور ریاستی سرکار کی سطح پر اقلیتی فلاح و بہبود محکمہ کے تحت کئے جانے کے جواز پر سوال اٹھائے گئے تھے۔ ڈویژن بنچ نے اپنے فیصلہ میں یوپی سرکار کو ہدایت دی ہے کہ وہ ایک منصوبہ بنائے جس سے مدرسہ ایجوکیشن بورڈ کے تحت مدارس میں زیر تعلیم طلبا و طالبات کو مروجہ نظام تعلیم میں شامل کرے۔ عدالت کے فیصلہ پر تو ہم انگلی نہیں اٹھا سکتے لیکن اس عدالتی فیصلہ کے دوررس نتائج نکلیں گے۔ مدرسہ شکشا پریشد جس کو مدرسہ تعلیمی بورڈ اور مدرسہ ایجوکیشن بورڈ کے ناموں سے جانا جاتا ہے۔ پریشد کے جو مدارس سرکاری طور پر مالی امداد لیتے ہیں اور گرانٹ پر ہیں جن کے اساتذہ کی تنخواہ سرکار دیتی ہے۔ ایسے مدارس کی تعداد 560 اور غیر امداد یافتہ الحاق شدہ وہ مدارس کی تعداد 16,500 ہے، یوپی میں کل مدارس کی تعداد 25,000 بتائی جاتی ہے۔ اس فیصلہ کے بعد گرانٹ پر لئے گئے امداد یافتہ مدارس کے ہزاروں اساتذہ کا کیا ہوگا کیا ان کو مروجہ نظام تعلیم میں شامل کیا جائے گا اور وہ برسر روزگار رہیں گے اور ان اساتذہ کا کیا بنے گا جو سرکاری مدرسہ جدید کاری کے نام پر رکھے گئے تھے جن کو ملنے والی ماہانہ اعزازی رقم کا ایک حصہ مرکزی سرکار دیتی تھی اور باقی یوپی سرکار مگر کئی سال سے مدرسہ جدید کاری کے اساتذہ کے اعزازیہ میں مدد دیے جانے سے مرکزی سرکار نے ہاتھ کھینچ لیا تھا ایسا کہا جاتا ہے۔ ریاستی سرکار سے بھی اعزازیہ کی رقم کبھی ملتی تھی اور کبھی نہیں، اس عدالتی فیصلہ کے بعد آخر وہ کہاں جائیں گے۔ سوال یہ بھی ہے کہ کیا مدرسہ ایجوکیشن بورڈ کی طرز پر سرکار سے مدرسہ ایجوکیشن سرکار امداد یافتہ سنسکرت پاٹھ شالاؤں میں جہاں سنسکرت کے ساتھ خاص سنسکرتی زبان وغیرہ کی تعلیم دی جاتی ہے کیا وہ سیکولرزم کے مطابق ہے؟ پریشد کے مدارس پر سرکاری تالا پڑنے کا خدشہ تو آسام کے مدارس پر پابندی سے ہوگیا تھا کہ اب یوپی کے امداد یافتہ مدارس پر تالا پڑنے والا ہے اور یہ خدشہ اس فیصلہ سے صحیح ثابت ہوا۔ باقی مدارس بھی اپنی خیر منائیں نہ جانے کب کس کی رٹ پر عدالت کی کسی بنچ کا ایسا ہی کوئی فیصلہ سامنے آجائے۔

مدرسہ شکشا پریشد کے تحت جو مدارس تھے وہ تحتانیہ (پرائمری) اور فوقانیہ سیکنڈری اور عالیہ درجات کے نام سے تھے جس کے تحت عربی فارسی منشی، مولوی، عالم، کامل، فاضل کی اسناد دی جاتی رہی ہیں جو سیکنڈری، ہائر سیکنڈری، گریجوئیٹس اور پوسٹ گریجوئیٹس کے مساوی قرار دی گئی تھیں۔ ان مدارس کے نصاب میں لازمی نصاب سنی شیعہ تھیولوجی اور اختیاری نصاب میں میتھ میٹکس (ریاضی) ہوم سائنس، او چک (منطق) فلسفہ، جنرل اسٹڈیز، سائنس اور طب شامل ہیں۔

مدرسہ ایجوکیشن کو پہلے عربی فارسی بورڈ الٰہ آباد کے نام سے جانا جاتا تھا۔ مایاوتی سرکار میں اس کا نام مدرسہ شکشا پریشد کردیا گیا تھا اور بورڈ کا دفتر الٰہ آباد سے لکھنو منتقل کردیا گیا تھا۔ عربی فارسی بورڈ الٰہ آباد کا قیام آج سے ڈیڑھ صدی قبل 1866 میں انگریز گورنر سر ولیم میور نے کیا تھا، جس کا مقصد سرسید اور ہندوستانی مسلمانوں کی ناراضگی کو دور کرنا تھا جو ہندی پر چارنی سبھا کے قیام میں انگریزی سرکار کا ہاتھ مانتے تھے، جس کا مقصد عربی فارسی اور اردو کو نقصان پہنچانا و مسلمانوں پر سرکاری ملازمتوں کے دروازے بند کرنا تھا۔ مسلمان اس کو انگریز حکمرانوں کی لڑاؤ راج کرد پالیسی کا حصہ سمجھ رہے تھے۔

سرسید کی فکر اور سوچ میں تبدیلی لانے کا ایک محرک ہندی پرچارنی سبھا کے قیام کو بھی مانا جاتا ہے۔ جس وقت عربی فارسی بورڈ الٰہ آباد کا قیام عمل میں لایا گیا تھا اس وقت تک ہندوستان میں باقاعدہ کوئی تعلیم کا محکمہ قائم نہیں کیا گیا تھا اور تعلیمی امور محکمۂ ہدایات عامہ (Public InstructionsDeprtmen) کے تحت انجام دئے جاتے تھے۔ 1918 میں عربک بورڈ الٰہ آباد کو ایک ضابطہ کا پابند بنایا گیا اور تحتانیہ، فوقانیہ اور عالیہ درجات کے تحت اس کی اسناد جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ان کی شروعات کی گئیں۔ آزادی کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا بورڈ کو پہلا جھٹکا مایاوتی سرکار میں لگا جب عربی فارسی بورڈ کا نام تبدیل کر کے مدرسہ شکشا پریشد کردیا گیا تھا۔ اس وقت تک بورڈ سے الحاق شدہ مدارس کی تعداد 1,458 تھی جو اب بڑھ کر 16,500 ہو گئی تھی، جس میں صرف 560 مدارس گرانٹ پر تھے جن کے اساتذہ کو تنخواہیں سرکار کی طرف سے دی جاتی رہی ہیں۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مایاوتی سرکار نے بورڈ کا نام بدلنے اور شکشا پریشد کئے جانے سے پہلے مدرسہ ایجوکیشن ایکٹ 2004 پاس کیا تھا، جس کا نفاذ 2007 میں کیا گیا اس وقت بظاہر اس کی تشکیل نو کا مقصد سرکار نے یہ بتایا تھا کہ اس سے عربی مدارس اور دینی مدارس کے نصاب اور اسناد میں ہم آہنگی پیدا کرنا اور یکسانیت لانا ہے اور مدرسہ شکشا پریشد سے الحاق شدہ مدارس کی سرکاری مراعات اور امداد میں اضافہ کرنا ہے اور سرکاری ملازمتوں میں الحاق شدہ مدارس کی اسناد کی اہمیت کو تسلیم کرانا ہے، اس وقت سرکار کی طرف سے یہ بھی وضاحت کی گئی تھی کہ جبر یہ مدارس کا الحاق مدرسہ شکشا پریشد سے نہیں کیا جائے گا یہ مدارس کی صوابدید پر ہوگا وہ چاہیں تو الحاق کرائیں نہ چاہیں تو نہ کرائیں، اس کے بعد ہی دینی مدارس میں مدرسہ شکشا پریشد سے الحاق کرانے کی ہوڑسی لگ گئی تھی اور سرکار سے امداد لینے کی چاہت دلوں میں مچلنے لگی تھیں الحاق کے بعد مدارس اپنے طلبا کو مدرسہ شکشا پریشد کے امتحانات دلاتے رہیں کہ مدرسہ شکشا پریشد کی اسناد کی بنیاد پر سرکاری ملازمتوں کے مواقع میسر آئیں گے۔ جب مدارس کے طلبا کو ملازمتوں کا لالچ دیا گیا تو طالبات کے مدارس بھی مدرسہ شکشا پریشد سے الحاق کرانے لگے اور پرائیویٹ طور پر بھی طالبات امتحان دینے لگی تھیں لیکن جید علماء سرکاری سطح پر ان تمام تر کوششوں کو مرکزی مدرسہ بورڈ اور بہار مدرسہ بورڈ کے تناظر میں دیکھ رہے تھے اور اس کو دینی مدارس کے مقاصد اور وجود کیلئے خطرہ مان رہے تھے۔

الٰہ آباد ہائی کورٹ کے اس فیصلہ کا جس میں مدرسہ ایجوکیشن ایکٹ 2004 کو غیر آئینی اور سیکولرزم کے منافی قرار دیا گیا ہے، اس کا تعلق عام مدارس سے تو بظاہر نہیں ہے، لیکن مستقبل میں باقی دینی مدارس پر اس کے کیا اثرات پڑیں گے اور مدارس میں پڑھائے جانے والے نصاب کو کب سیکولرزم کے منافی قرار دے دیا جائے گا اور آئندہ مدارس سے متعلق عدالتی فیصلوں پر ہائی کورٹ کا فیصلہ کیا اثر ڈالے گا ابھی کچھ کہنا مشکل ہے لیکن خطرہ کی گھنٹی بج گئی ہے۔ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ کے چیئرمین نے تو یہ کہہ کر اپنا پلہ جھاڑ لیا ہے کہ ان کے وکلاء عدالت کے سامنے اپنا موقف صحیح طریقہ سے پیش نہیں کر سکے۔ اس کو چیئرمین بورڈ کی معصومیت سمجھا جائے یا ہوشیاری کہ سارا الزام وکلاء کے سر مڑھ دیا لیکن ان کو یہ بتانا چاہئے کہ فیصلہ کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا جائے گا کہ نہیں۔ ٹیچرس ایسوسی ایشن مدارس عربیہ کے جنرل سکریٹری دیوان صاحب زمان نے کہا کہ ایسوسی ایشن کی طرف سے فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی جائے گی۔ سردست تو مدرسہ شکشا پریشد کے مدارس پر عدالت نے قلم پھیر دیا ہے، مدارس پر تالا لگ گیا ہے۔

صدقۂ فطر فی کس کم از کم ساٹھ (60) روپے ادا کریں
مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کا اعلان

حضرت مولانا مفتی وصی احمد قاسمی صاحب نائب قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ پھلواری شریف، پٹنہ نے اعلان کیا ہے کہ صدقۂ فطر کی مقدار فی کس نصف صاع گیہوں، ایک صاع کھجور، کشمش، پنیر اور ایک صاع جَو ہے، نصف صاع موجودہ رائج وزن کے اعتبار سے ایک کیلو چھ سو بانوے (1.692) گرام کے برابر ہوتا ہے، اور ایک صاع تین کیلو تین سو چوراسی (3.384) گرام کے برابر ہوتا ہے؛ اس لیے جو مسلمان صاحب نصاب ہیں اور صدقۂ فطر میں گیہوں، کھجور، کشمش، پنیر یا جَو نکالنا چاہتے ہیں وہ اس وزن کا اعتبار کر کے صدقۂ فطر ادا کریں۔ اور جو حضرات نقد رقم کی شکل میں ادا کرنا چاہتے ہیں، وہ اس کی قیمت بھی متعین کر کے دے سکتے ہیں۔ اپنے شہر اور علاقہ کے بازار میں فروخت ہونے والے گیہوں، کھجور، کشمش، پنیر اور جو کی قیمت معلوم کرلیں، اور اسی حساب سے صدقۂ فطر ادا کریں۔

ان دنوں پھلواری شریف، پٹنہ کے بازار میں اوسط درجہ کے ایک کیلو چھ سو بانوے (1.692) گرام گیہوں کی قیمت 60/ روپے ہوتی ہیں۔ ایک صاع کھجور کی قیمت 1920 روپے، ایک صاع کشمش کی قیمت 846 روپے، ایک صاع پنیر کی قیمت 1220 روپے، ایک صاع جو کی قیمت 220 روپے ہوتی ہے۔

ہر مسلمان صاحب نصاب شخص پر واجب ہے کہ وہ اپنی اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر فی کس درج ذیل اشیاء کی قیمتوں میں سے کسی ایک کی قیمت کے اعتبار سے ادا کریں۔ صاحب حیثیت لوگوں کو چاہیے کہ گیہوں کے علاوہ حدیث شریف میں مذکور دیگر اشیاء کھجور اور کشمش وغیرہ کے اعتبار سے بھی صدقہ فطر ادا کریں تاکہ ضرورتمندوں کی زیادہ سے زیادہ رعایت ہو سکے۔

گیہوں---60 روپے　**کھجور**---1920 روپے
کشمش---846 روپے　**پنیر**---1220 روپے
جو---220 روپے

○ ☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔ **رابطہ اور واٹس آپ نمبر 9576507798**
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168, Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ **www.imaratshariah.com** پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ (**محمد اسعد الله قاسمی منیجر نقیب**)
WEEK ENDING-01/04/2024, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,
نقیب　قیمت فی شمارہ -/8 روپے　ششماہی -/250 روپے　سالانہ -/400 روپے

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 8434419421